مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ

اور

ہندی زبان کی ضرورت

بقلم

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ۔۲۰

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

- نام کتاب : مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ اور ہندی زبان کی ضرورت
- نام مؤلف : مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
- کمپوزنگ : پیام امن کمپیوٹر سنٹر
- تعداد اشاعت : تین ہزار (چھوتھی بار)
- سن اشاعت : ۲۰۱۳
- ناشر : مکتبہ پیام امن، ٹیگور مارگ، ڈالی گنج لکھنؤ

قیمت : ۴۰ روپئے

ملنے کے پتے

۱- مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)
۲- مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء (لکھنؤ)
۳- مکتبہ اشرفیہ، محمد علی روڈ (بمبئی)
۴- الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ۳۱ (لکھنؤ)
۵- مکتبۂ الحسنات ۲۲۴۱ کوچۂ چالان، دریا گنج (نئی دہلی)
۶- جامعہ دارارقم، ارقم نگر، محمد پور گونتی (فتحپور) ہسوہ
۷- مکتبہ حرمین امین آباد، مرکز والی مسجد (لکھنؤ)
۸- فرید بکڈپو ۲۱۵۸ ایم پی اسٹریٹ، پٹودی ہاؤس، دریا گنج (نئی دہلی)
۹- مرکز دعوت وتعلیم چھٹمل پور، سہارنپور

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ نمبر
نبوی نظام تعلیم وتربیت تاریخ کے آئینہ میں	۷
پہلا مدرسہ	۹
موضوع	۹
صفہ کے علاوہ مکاتب	۱۰
مدارس اسلامیہ کا آغاز	۱۰
اموی دور کا طریقۂ درس	۱۲
''بنوامیہ'' کے دور کا طریقہ درس	۱۲
عباسی دور کا طریقۂ درس	۱۳
چھٹی صدی ہجری کا طریقۂ درس	۱۳
ساتویں صدی ہجری کا طریقۂ درس	۱۳
دسویں صدی ہجری کا طریقۂ درس	۱۴
چند اہم مدارس	۱۴
مدرسہ فاضلیہ	۱۴
مدرسہ ناصریہ	۱۴
مدرسہ فارسیہ	۱۵
مدرسہ ملکیہ	۱۵
مدرسہ اقبغاویہ	۱۵
دارالحدیث النوریہ	۱۵
المدرسۃ النظامیۃ الشام	۱۵
المدرسۃ القطبیۃ	۱۵
مدرسہ امجدیۃ	۱۶
ہندوستانی مدارس اسلامیہ	۱۷
باضابطہ اسلامی مدارس	۱۷
دھلی میں مدارس	۱۸
نصاب تعلیم ونظام تربیت	۲۰

موضوع	صفحہ نمبر
ہندی زبان کا فہم	۲۲
زبان سیکھنے کی ترغیب	۲۲
غلط فہمی	۲۳
صوفیہ کے ہندی دوہے	۲۴
جدال احسن کا مأخذ	۲۴
ہندی کا مأخذ	۲۶
ہندی زبان کی حیثیت سے استعمال	۲۷
ہندی کا رسم الخط	۲۷
ہندی زبان کی تاریخی حیثیت	۲۷
مغربی ہندی	۲۸
مشرقی ہندی	۲۸
اپبھرنش کی قسمیں اور اس سے نکلی ہوئی زبانیں	۲۸
ہندی زبان کی تعلیم اور اس کی دشواریاں	۲۹
نصاب اور جائزہ	۳۲
دینی مدارس کا مقصد	۳۲
میکس مولر	۳۳
سنسکرت سے عربی میں ترجمے	۳۴
ابوریحان البیرونی	۳۵
دارالترجمہ	۳۵
جائزہ	۳۶
بنیادی مضامین	۳۷
انگریزی اور ہندی زبان	۳۷
اصل مشن	۳۸
برادران وطن سے تعلق	۳۹
صورتِ حال	۴۰
تجاویز	۴۲
اپیل	۴۴
مراجع	۴۵

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی مدظلہ العالی

صدر جمعیت شباب الاِسلام،عمید کلیۃ الشریعہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنوء کے قلم سے

مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ اور ہندی زبان کی ضرورت کے عنوان سے یہ مقالہ ''جامعہ سید احمد شہید'' کے سیمینار کے لئے لکھا گیا تھا۔ جو برصغیر کے نصاب ونظام تعلیم کے جائزہ اور مستقبل کے منصوبہ بندی کے عنوان سے ۳،۴، ۵فروری ۲۰۰۷ء کی تاریخوں میں منعقد ہوا تھا۔

مولوی محمد سرور فاروقی ندوی زمانہ طالب علمی سے ہی ہندی زبان پر محنت کرتے رہے، فراغت کے بعد میں نے ان کو جمعیت شباب اسلام کے تحت ہندی اکادمی کے افتتاحی جلسہ کا کام سونپا تھا، جس کا افتتاحی جلسہ انھوں نے کامیابی کے ساتھ منعقد کیا تھا۔ یہ آج سے ۷،۸سال پہلے کی بات ہے۔ پھر یہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام سے منسلک ہو گئے، اور اپنے طور پر بھی ہندی زبان میں دینی موضوعات پر لکھتے رہے اور کتابچے شائع کرتے رہے اوراب ہندی زبان میں تفسیر قرآن کا کام کررہے ہیں۔

انبیاء کرام کی بعثت جس قوم میں ہوئی اس کی زبان کی مہارت انہیں

حاصل تھی، کام کا یہی تقاضہ ہے۔ عام طور پر مدارس نے اپنے دائرے عمل کو اردو داں اور اردوخواں طبقہ کے درمیاں محدود کر رکھا ہے، یہ طرز عمل خلافت و نیابت انبیاء سے مناسبت نہیں رکھتا۔

ہندی نہ صرف ہندوستان کی سرکاری زبان ہے بلکہ شمال کے متعدد صوبوں کی اکثریت کی زبان ہے۔ عالمی کتاب، عالمی نبی، عالمی شریعت، عالمی ہدایت کے لئے ضروری ہے کہ اس علاقہ کے علماء اس زبان سے اچھی طرح واقف ہوں۔ یہ دینی فریضہ ہے اگرچہ فرض کفایہ ہے۔

مولوی محمد سرور فارقی نے اس مضمون میں اسی ضرورت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، جو فی الحقیقت ایک دینی تقاضہ کی طرف توجہ دلانے کی محدود کوشش ہے۔

خدا تعالیٰ اسے قبولیت فرمائے اور مقالہ نگار کو جزائے خیر سے نوازے۔

آمین

سلمان الحسینی

۳،۳،۲۰۰۷ء

الحمدُ للّٰہِ ربِّ العٰلمین والصلاۃ والسلامُ علیٰ اشرفِ المرسلین۔

أعُوذُ باللّٰہ من الشیطان الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

نبوی نظامِ تعلیم وتربیت تاریخ کے آئینہ میں

اسلام کی حقانیت کے صحیح محافظ اس دور میں دینی مدارس ہیں، ان مدارس کے ذریعہ اسلامی علوم وفنون کی نشر واشاعت کا سلسلہ آغاز اسلام سے ہی جاری ہے، چونکہ وحی الٰہی کی ابتداء ”اقرأ“ سے ہوئی اور ”اقرأ وربک الأکرم الذی عَلّمَ بالقلَم علم الانسانَ ما لم یَعلَمْ“ کے ذریعہ اللہ رب العالمین نے انسانوں کو لکھنے اور پڑھنے پر زور دیا۔

یہ پہلی وحی انسانیت کو ”تعلیم“ کی طرف متوجہ کرتی ہے، اس میں پہلا لفظ ہی ”اقرأ“ کا ہے جس کے معنی ہیں: ”پڑھ“ پھر، ان پانچ آیتوں میں دوجگہ تعلیم و تعلّم کا ذکر ہے، ایک میں ”قلم“ کے ذریعہ تعلیم دینے کی طرف اشارہ فرمایا گیا: ﴿عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ اس میں گویا کتابی تعلیم کی دعوت ہے، (علّم الانسان مالم یَعْلَمْ) میں ان علوم کی تحصیل کی طرف متوجہ کیا گیا جو گویا ابھی انسان کی گرفت میں نہیں ہیں۔ جسے انسان کی محنت اور اللہ کی مدد سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اس میں قیامت تک آنے والے جدید علوم اور ایجادات وانکشافات کی طرف

اشارہ کردیا گیا؛ کیوں کہ علم ہی تمام اعتقادی اور عملی واخلاقی بیماریوں کا علاج ہے۔

قرآن مجید نے آپ ﷺ کی جس حیثیت کو زیادہ نمایاں کیا، وہ یہی ہے کہ آپ ﷺ ”معلم“ ہیں اور انسانیت متعلم، (یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ)

(آل عمران: ۱۶۴)

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں یہ پہلو اتنا نمایاں نظر آتا ہے کہ مکی زندگی میں بھی باوجود ہر طرح کی مشکلات اور دشواریوں کے آپ ﷺ نے اس کو نظر انداز نہیں فرمایا اور اپنے ایک جاں نثار کے مکان ”دارارقم“ کو تعلیم وتربیت کا مرکز بنایا۔ آپ ﷺ نے مکی زندگی کی ابتداء ہی میں نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں میں بھی پڑھنے لکھنے کا ذوق پیدا کیا۔

اس کی واضح دلیل حضرت عمرؓ کے بہن بہنوئی کے قرآن پڑھنے کا واقعہ ہے کہ قرآن کی کچھ سورتیں ان کے پاس لکھی ہوئی موجود تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ یہ پڑھنا صرف زبانی ہی نہ تھا، بلکہ کتاب کے ذریعہ تھا، اور آپ ﷺ صحابہ کی ایسی تربیت فرماتے کہ وہ علم کے زیور سے آراستہ ہوکر دوسروں تک علم کی روشنی پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے، انصار مدینہ کی خواہش پر آپ ﷺ نے ”حضرت مصعب بن عمیرؓ“ کو مدینہ بھیجا جو لوگوں کو قرآن پڑھاتے اور علم سے آراستہ کرتے، ”فکان یقرأھُم القرآنَ و یُعلّمھُم“۔

(طبقات ابن سعد: ۱۱۸/۴، ط بیروت)

جو لوگ آپ ﷺ پر ایمان لاتے ان میں بھی علم کی طلب پیدا ہو جاتی، آپؐ مدینہ ابھی تشریف بھی نہ لائے تھے کہ مدینہ سے حضرت رافع بن مالکؓ انصاری آستانہء نبوت پر حاضر ہوئے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرکے واپس ہوگئے

تا کہ اہل مدینہ تک علم کی امانت پہنچا سکیں۔ (الترتیب الاداریہ:۱/۴۴)

پہلا مدرسہ۔

مدینہ ہجرت فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلا کام یہی کیا کہ مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ اور اسی مسجد سے متصل ایک ''چبوترہ'' تعلیمی مقصد کے لیے بنایا، جسے ''صفہ'' کہا جاتا تھا، یہ گویا اسلامی تاریخ کا پہلا مدرسہ تھا، اس مدرسہ میں غیر مقیم طلبہ بھی تعلیم حاصل کرتے اور دارالاقامہ کا بھی نظم تھا، اسی درس گاہ میں حالات و مواقع کے اعتبار سے دین سیکھنے والوں کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی تھی، بعض حضرات کا خیال ہے کہ چار سو طلبہ نے بحیثیت مجموعی اس درسگاہ سے استفادہ کیا۔ اور 'قتادہ' کی رائے ہے کہ مدرسہ صفہ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد نو سو تک پہنچتی ہے۔ (الترتیب الاداریہ:۱/۳۴۰)

موضوع۔

اس درس گاہ کے نصابِ تعلیم کا موضوع قرآن مجید اور احکام کی تعلیم تھی، لیکن اس کے علاوہ تحریر و کتابت پر بھی پوری توجہ دی جاتی تھی، جس کی عرب کے اُس معاشرہ میں بڑی اہمیت تھی، ''حضرت عبداللہ بن سعید بن عاص انصاریؓ جو غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے، اچھے کاتب تھے، آپ ﷺ نے ان کو کتابت سکھانے پر مامور فرمایا تھا۔'' (الاصابہ:۱۷۷۷)

علم و حکمت کے حصول میں آپ ﷺ نے دین و مذہب کے اختلاف کو بھی رکاوٹ نہیں بننے دیا، چنانچہ غزوۂ بدر میں جو مشرکین قید ہو کر آئے، ان میں جو لوگ کتابت سے واقف تھے، آپ ﷺ نے ان کا فدیہ یہی مقرر فرمایا کہ وہ مسلمان

بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔

'' حضرت عبداللہ بن سعیدؓ کا ذکر اوپر آ چکا ہے، حضرت عبادہ بن صامتؓ بھی اہل صفہ کو قرآن اور کتابت سکھانے پر مامور تھے''۔ (مسند احمد:۵/۳۱۵)

اس طرح بارگاہ نبوی کے سب سے بڑے قاری ''حضرت ابی بن کعبؓ کے ذمہ خاص طور پر قرآن پاک کی تعلیم تھی۔'' (بیہقی:۶/۱۲۶)

صفہ کے علاوہ مکاتب۔

مدینہ میں صفہ کی اس درسگاہ کے علاوہ بعض اور مکاتب اور چھوٹی درس گاہیں بھی تھیں، حضرت مخرمہ بن نوفلؓ کا مکان تو ''دارالقراء'' ہی کے نام سے مشہور تھا اور یہاں بھی درس کا ایک نظام قائم تھا، ''حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کے بارے مروی ہے کہ وہ غزوۂ بدر کے کچھ ہی بعد تشریف لائے تو اسی ''دارالقراء'' میں مقیم ہوئے۔'' (طبقات بن سعد:۴/۱۵۰)

مدارس اسلامیہ کا آغاز

اسلامی مدارس باضابطہ طور پر کب وجود میں آئے اس سلسلے میں مؤرخین کی رایوں میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پہلا عربی اسلامی مدرسہ 'ملک شاہ سلجوق'' کے وزیر ''نظام الملک'' نے بغداد میں 'مدرسہ نظامیہ' کے نام سے قائم کیا جس کی تعمیر ذی الحجہ ۴۵۷ھ میں شروع ہوئی اور ۱۰ ذی قعدہ ۴۵۹ھ میں اس کا باضابطہ افتتاح ہوا۔ مشہور شافعی فقیہ 'ابو اسحاق شیرازی' (متوفی:۴۷۶ھ)

اسی جامعہ کے استاذ رہے اس میں پڑھنے والوں کی تعداد اس زمانہ میں چھ ہزار تک تھی یہاں تعلیم اور جملہ اخراجات مفت دینے کے علاوہ اوقاف سے

غریب طلبہ کو خصوصی وظیفہ بھی دیا جاتا تھا۔

اس کے بعد بصرہ، **بلخ**، نیساپور اور دوسرے مقامات پر دینی مدارس کی بنیادیں رکھی گئیں۔ مگر اس تاریخی حقائق کے کچھ مشہور مؤرخین جیسے علامہ "تقی الدین سبکی" اور علامہ "جلال الدین السیوطی" نے تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ نظام الملک کے مدرسہ قائم کرنے سے پہلے **"نیساپور"** کے اندر ایک ادارہ "**المدرسة البیهقیة**" کے نام سے موجود تھا جس کی تعمیر سلطان محمود کے بھائی "نصر" کی کوششوں سے ہوئی تھی۔ (کتاب الآثار ۲/۳۶۲)

علامہ "تقی الدین المقریزی" (م ۸۴۵ھ) مدارس کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ان المدارس مما حدث فی الاِسلام ولم تکن تعرف فی زمن الصحابة و لا التابعین ....

و اول من بنی مدرسة الاسلام اهل نیشابور، بنیت بها المدرسة البیهقیة".

ترجمہ: (اسلام میں باضابطہ اسلامی مدارس کا آغاز نہ تو دور صحابہ میں ہوا، اور نہ دور تابعین میں۔ یہ سلسلہ چوتھی صدی ہجری کے بعد شروع ہوا اور سب سے پہلا مدرسہ "المدرسة البیهقیه" کے نام سے نیساپور میں قائم کیا گیا۔)

"نظام الملک" کے ذریعہ اسلامی مدرسہ کی بنیاد پڑتے ہی اس کی اتنی شہرت ہوئی کہ پورے عالم اسلام میں اسلامی مدارس کا رواج پھیل گیا۔ شروع زمانہ میں تو ہر فن کے الگ۔ الگ **مدرسے** قائم ہوئے جن میں ہر فن کے باضابطہ الگ۔ الگ **مدرس** رکھے گئے، اور **علم فقہ** کی طرف زیادہ توجہ دی گئی۔ طلبہ کی بڑی تعداد فقہ ہی سے متعلق ہوا کرتی تھی۔ **فقہ شافعی، فقہ مالکی** اور **فقہ حنبلی** کی الگ الگ تعلیم

دی جاتی اور تمام مسالک کے علیحدہ مدرسے بھی ہوتے تھے۔

اموی دور کا طریقہ درس

اُموی دور حکومت میں **مکتب** اور **مدرسہ** کا رواج شروع ہو گیا مگر اس کے لئے الگ سے کوئی عمارت مخصوص نہیں تھی۔ عام طور سے مساجد کا صحن ہی دینی علوم کی تفہیم اور مذہبی سوال و جواب کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ مساجد کے علاوہ اہل علم صحابہ کرام کے مکانات بھی دینی امور کی تفہیم کے لئے استعمال ہوتے تھے اُس وقت دینی امور کی آگاہی حاصل کرنا ہر ایک کی زندگی کا لازمی جزء بن چکا تھا۔ اس لئے **مکہ معظمہ** اور **مدینہ منورہ** کے علاوہ **کوفہ، بصرہ، دمشق** جیسے اسلامی شہروں میں تعلیم و تربیت کے مراکز قائم کئے گئے اور ان درسگاہوں کے اساتذہ کو جو کچھ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی تعلیمات سے حاصل ہوا تھا انہوں نے اسے ضابطۂ حیات کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا اور قرآن و احادیث کے سمجھنے کے لئے عربی زبان کے **اصول وضوابط** مرتب کئے۔ حضرات تابعین اور ان کے بعد کے ادوار میں اس سلسلے نے اس قدر فروغ حاصل کیا کہ "جامعہ بنی امیہ" دمشق اور "جامعہ ابن طولون" جیسے اہم علم وفن کے مراکز وجود میں آئے جہاں باضابطہ طلبہ کو درس دیا جاتا تھا اور ان کے قریب کمرہ میں دینی کتابیں جمع کی جاتی تھیں جن سے طلبہ اور اساتذہ یکساں طور پر استفادہ کرتے تھے۔

"بنوامیہ" کے دور کا طریقہ درس

بنوامیہ کے زمانہ تک موجودہ دور کی طرح درس و تدریس کا انداز نہ تھا۔
بلکہ استاذ زبانی تقریر کرتا، طلبہ اسے قلم بند کرتے۔

عباسی دور کا طریقۂ درس

"عباسی" دور میں بھی یہی سلسلہ عرصہ تک جاری رہا۔ پھر بعد میں آہستہ آہستہ کتابوں کا درس شروع ہوا۔ مگر پرانا طریقہ بالکل ختم نہ ہوا۔ دسویں صدی ہجری کے آغاز تک یہ سلسلہ چلنے کے بعد علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات تک یہ سلسہ چلتا رہا۔

چھٹی صدی ہجری کا طریقۂ درس

چھٹی صدی ہجری میں قاہرہ کے اندر "صلاح الدین ایوبی" نے اپنی حکومت کے تمام شہروں میں جیسے قاہرہ، دمشق، موصل میں متعدد مدرسے قائم کیئے۔

مصر میں پہلی بار "مدرسہ ناصریہ" کی ابتدا ۵۶۶ھ/۱۱۷۰ء میں "صلاح الدین ایوبی" ہی کے دور اقتدار میں ہوئی۔ خود "صلاح الدین ایوبی" نے اپنے نام سے "مدرسہ صلاحیہ" قائم کیا جس میں انہوں نے پہلی بار باضابطہ مدرس کے لئے تنخواہ کے علاوہ دیگر سہولیات فراہم کرائیں۔

ساتویں صدی ہجری کا طریقۂ درس

ساتویں صدی ہجری کے آخر میں جب "سلطان عثمان بن ارطغرل" نے ترکی خلافت کی بنیاد ڈالی تو اس نے سب سے پہلے مکتب و مدرسہ قائم کیا۔ عثمانی خلفاء میں "سلطان محمد فاتح سلطان سلیمان"، "سلطان سلیم" اور "سلطان عبد الحمید" نے علم اور علماء کی بڑی قدر کی اور اپنی وسیع وعریض خلافت میں مدارس اور

اعلیٰ تعلیم کے ادارے اور عظیم یونیورسٹیاں قائم کیں جن میں ہزاروں طلبہ تعلیم حاصل کرتے۔ ان اداروں میں تعلیم تو مفت تھی ہی قیام وطعام کے علاوہ طلبہ کو تعلیمی وظائف بھی دیئے جاتے تھے۔

دسویں صدی ہجری کا طریقۂ درس

دسویں صدی ہجری کے مؤرخ نُعیمی نے اپنی کتاب میں صرف دمشق کے مدارس اور اوقاف کی فہرست درج کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دمشق میں قرآن شریف کے ۷ مدرسے۔ حدیث شریف کے لئے ۱۶ اوران دونوں مضامین کے مشترکہ طور پر ۲۳ تھے۔ پھر فقہ شافعی کے ۶۳، فقہ حنفی کے ۵۲، فقہ مالکی کے ۴ اور فقہ حنبلی کے ۱۱ مدرسے قائم تھے۔ جن میں فقہ پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ بغداد کے مدرسہ مستنصریہ میں تو چاروں مذاہب کے مطابق تعلیم دی جاتی تھی۔ جس میں معلمین کی تعداد ۶۲ تھی۔

بہر حال ایسے دینی مدارس جہاں اسلامی علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی تھی ان کی طویل فہرست ہے۔ ذیل میں کچھ اہم مدارس کا ذکر اختصار کے ساتھ اس طرح ہے۔

چند اہم مدارس۔

- **مدرسہ فاضلیہ:** یہ مدرسہ قاہرہ میں "دَرُب مَلُوخِیَا" میں واقع تھا۔ اس کو "القاضی الفاضل عبدالرحیم بن علی البیسانی" نے اپنے مکان سے متصل ۵۷۰ھ میں قائم کیا تھا۔ (الخط للمقریزی جلد۲ ص۳۶۶)
- **مدرسہ ناصریہ:** اس مدرسہ کو زین العابدین کبتغا

المنصوری نے قبہ منصوریہ سے متصل ۶۹۵ھ میں تعمیر کرانا شروع کیا تھا جس کی تکمیل ''قلاؤون باصر'' کے ہاتھوں ۳۰۷ھ میں ہوئی۔

(الخطط المقریزی جلد۲ص۳۰۸)

• **مدرسہ فارسیہ:** یہ مدرسہ قاہرہ میں خط الفہادین میں واقع ہے۔اس کی تعمیر امیر فارس الدین السبکی نے ۵۶۷ھ میں کرائی۔

(الخطط المقریزی جلد۲ص۳۹۳)

• **مدرسہ ملکیہ:** یہ مدرسہ مشہد حسینی قاہرہ میں واقع ہے۔ اس کو امیر ''الحاج سیف الدین آل ملک الجوکندار'' نے اپنے مکان کے سامنے بنوایا تھا۔ (حوالہ سابق)

• **مدرسہ اقبغاویہ:** یہ مدرسہ قاہرہ میں جامع ازہر کے قریب **مدرسہ طیبرسیہ** کے سامنے واقع ہے۔امیر اُقبغا علاء الدین نے ۲۴ھ میں اس کی بنیاد ڈالی اور ۴۰۷ھ میں مکمل کرادیا۔ (حوالہ سابق)

• **دار الحدیث النوریہ:** یہ مدرسہ دمشق میں ہے اس کی تعمیر ''نورالدین محمود'' نے کرائی انہوں نے سب سے پہلے **دارالحدیث** کی بنیاد ڈالی۔(الدراس جلد۱ص۹۹)

• **المدرسة النظامية الشام:** دمشق کے بڑے مدارس میں سے یہ ایک ہے۔اس کی تعمیر ''مظفر تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب'' نے ۴۷۵ھ میں کرائی۔ (الدراس جلد۱ص۲۱۶)

• **المدرسة القطبية:** اس کی تعمیر سیدہ عصمۃ الدین (متوفی ۶۹۳ھ) نے کرا کے اپنے حقیقی بھائی ''الملک افضل قطب الدین'' کی طرف منسوب کردیا۔اس میں شافعی اور حنفی دونوں مذاہب کی تعلیم ہوتی تھی۔

(طبقات الشافعیہ جلد۲ص۲۱۹)

• **مدرسہ امجدیة:** ابن شداد نے اس مدرسہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے بانی ''ملک مظفر نورالدین عمران بن ملک امجد'' ہیں۔

(طبقات الشافعیہ جلد۲ص۲۱۹)

اسلامی ممالک میں مدارس۔

اس طرح اسلامی ممالک میں امراء وروٗساء علوم وفنون سے بھی خاصا شغف رکھتے۔جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شاہی محلات،سرائے اور دیگر تاریخی عمارتوں کی تعمیر کے ساتھ مدارس کی بھی تعمیر کراتے اور اسے اپنے نام سے منسوب کرتے۔

دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد میں جب حیرت انگیز اضافہ ہونے لگا،تو بعض مدرسوں کے بارے میں تو یہاں تک ملتا ہے کہ اس میں تیس ہزار طلبہ ایک ہی وقت میں شامل درس ہوا کرتے تھے جنھیں استاذ اپنی سواری یعنی خچر پر سوار ہو کر طلباء کے اردگرد گھوم گھوم کر درس دیا کرتا تھا پھر اس طرح عبدالرحمٰن سوئم نے اسپین میں جامعہ قرطبہ کی بنیاد ڈالی اور اس کے جانشینوں نے قرطبہ میں ۲۳ مزید مدارس قائم کئے جس میں تعلیم کا مفت انتظام تھا۔غرناطہ میں ۱۳۳۳ء میں ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم ہوئی جس کے نصاب میں دینی علوم، طب، کیمیا، فلسفہ اور نجوم جیسے اہم مباحث شامل کئے گئے۔

یہ چند اہم مدرسے تھے جن کا ذکر اوپر ہوا،ان کے علاوہ بہت سے مدارس ہیں جن کا یہاں احاطہ دشوار ہے ان میں تمام ممالک کی تعلیم انفرادی طور پر دی جاتی تھی اور بعض مدارس میں مشترکہ تعلیم دیئے جانے کا بھی رواج تھا۔

ہندوستانی مدارس اسلامیہ

برصغیر میں دینی مدارس کی تاریخ کچھ کم قدیم نہیں۔ ہندو پاک میں، علم مسلم فاتحین کے ساتھ پہونچا ماوراء النہر اور عراق سے منتقل ہونے والے علماء نے سندھ اور ملتان میں مدارس قائم کئے۔ عرصۂ دراز تک مساجد کی تعمیر اس طرح ہوتی رہی جس میں عبادت خداوندی کے ساتھ تعلیم کی مکمل ضروریات کو پورا کرسکتی تھی۔ دلی، آگرہ، جونپور، احمدآباد، گجرات وغیرہ کی قدیم اسلامی دارالسلطنتوں میں اسی نہج پر کئی عظیم الشان مسجدیں تعمیر ہوئیں جن کا بڑا حصہ تعلیم گاہوں کے کام آتا تھا۔

وہ مدارس جو مساجد کے صحن اور دالانوں میں چلا کرتے تھے ان میں ابتدائی علوم کے علاوہ متوسطات اور منتہی کتابوں کا درس دیا جاتا تھا اور بعض مدارس ایسے بھی تھے جن میں قرآن حکیم سے لے کر عربی وفارسی اور کہیں کہیں سنسکرت کے علاوہ حدیث و تفسیر، صرف، نحو، بلاغت، حکمت، ریاضی، فقہ، فرائض، مناظرہ وکلام اور اصول سیاست کی تعلیم دی جاتی تھی اور اس میں ایک ہی موضوع پر کئی کتابیں داخل درس ہوا کرتی تھیں۔ اسی طرح اس زمانے میں قدیم خانقاہیں بھی درس وتدریس کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوتی تھیں۔

باضابطہ اسلامی مدارس۔

ہندوستان میں باضابطہ دینی مدارس کا آغاز ’’محمودغزنوی‘‘ کے دور سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ بادشاہ چونکہ علم دوست اور علماء کی قدر کرنے والا تھا اور اس کا دربار علماء وفضلاء کی جماعت سے ہمیشہ بھرا رہتا تھا اس لئے علماء کی اسی صحبت کی بدولت اسے مدارس ومساجد کی تعمیر کا شوق دامن گیر ہوا۔ تاریخوں میں ملتا ہے کہ

۴۰۹ھ یعنی ۱۰۱۸ء میں فتح قنوج سے غزنی واپسی کے بعد انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اس نے مسجد ومدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ تاریخ فرشتہ کا مصنف لکھتا ہے۔

> سلطان محمود غزنوی نے اس مسجد کو اس قدر حسین بنوایا تھا کہ حسن و خوبصورتی کی وجہ سے اسے ’عروس فلک‘ کہا جانے لگا تھا۔ اور اسی مسجد کے کنارے مدرسہ قائم کیا، جس میں عمدہ اور نادر کتابوں کے نسخے فراہم کئے تھے۔‘‘ (تاریخ فرشتہ اردو جلد اوّل ۱۲۳ص)

دہلی میں مدارس۔

محمد تغلق کے زمانہ میں صرف دہلی کے اندر ایک ہزار مدارس و مکاتب تھے۔ فیروز شاہ نے اپنی تالیف فتوحات فیروز شاہی میں تیس مدرسوں، بیس خانقاہوں اور پانچ شفاخانوں کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح مغل حکومت کا آخری چراغ گل ہونے تک اسلامی مدارس کا جال پوری مملکت میں پھیل گیا۔ اجمیر، دہلی، سندھ، لاہور، پنجاب، آگرہ، بنگال، مالدہ، بدایوں، اودھ، بہار، ملتان، کشمیر، لکھنؤ، گجرات، سورت اور جونپور ودیگر اضلاع میں سیکڑوں سے زائد مدارس قائم ہوئے۔

۱۸۵۷ء میں سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہوجانے کے بعد دہلی اور اس کے مضافات انگریزی حکومت کے قبضے میں چلے گئے پھر بھی تعلیم کی گرم بازاری جاری رہی۔ انگریزوں نے ان مدارس کو اپنے قبضہ میں لینے کی ایک حکمت عملی اس طرح بنائی کہ ’’وارن ہیسنگر‘‘ نے کلکتہ میں ایک مدرسہ، ’’مدرسہ عالیہ‘‘ کے نام سے کھولا جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان نوجوانوں کو فارسی وعربی کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ حکومت کے مناصب میں حصہ لے سکیں اور اپنے اصل مقصد سے دور ہوجائیں۔ اس طرح ۱۷۹۱ء میں ہندو سنسکرت کالج کا افتتاح بنارس میں کیا۔ ۱۸۰۰ء میں

لارڈولزلی نے ''**فورٹ ولیم کالج**'' قائم کیا جس میں کمپنی کے ملازمیں کو ہندوستانی علوم کے علاوہ عربی و فارسی کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ ۱۸۲۲ء میں آگرہ کالج اور ۱۸۲۷ء میں دہلی کالج اور ۱۸۸۴ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ قائم ہوا۔ جو صدیوں سے اسلامی علوم وفنون کا مرکز ہے۔

انگریزوں کے دور میں دینی مدارس میں کافی حد تک کمی آ گئی تھی، مگر دوسری طرح کے ادارے قائم کئے گئے۔ انگریزوں کے ہی دور اقتدار میں عربی و فارسی بورڈ کا قیام بھی صوبہ اتر پردیش میں ہوا جس سے اس وقت کے دینی مدارس ملحق کئے گئے اور اتر پردیش میں بڑے بڑے تعلیمی مراکز قائم ہوئے جیسے۔

مدرسہ نظامیہ فرنگی محل جس کی بنیاد اورنگ زیب عالم گیر کے عہد میں پڑی تھی۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلماء، مدرسہ مظاہر العلوم، مدرسہ الاصلاح، جامعہ سلفیہ بنارس اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور جیسے اداروں کے علاوہ پورے ملک میں بہت سے چھوٹے بڑے ادارے قائم ہوئے جہاں سے اشاعت دین کا عمل شب وروز جاری ہے۔

نصاب تعلیم ونظام تربیت

الحمدللہ اب تک ہمارے علماء نے اس ملک میں اسلام کے پودے کی حفاظت اپنے خونِ جگر سے سینچ کر اسلام کے شجرِ طوبیٰ کو بچایا۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کا تحفظ کیا۔ جس میں بنیادی کردار مدارس ہی کا ہے۔ تقریباً گزشتہ ڈیڑھ صدی میں جو بھی تحریک یا جماعت اٹھی اور اسلام کی حفاظت واشاعت کا جو کچھ بھی کام ہوا، اس میں ان مدارس اور علماء کا ایک بڑا حصّہ ہے اور کیوں نہ ہو اس لئے کہ یہ زمہ داری اللہ تعالیٰ نے پوری امت پر ڈالی ہے اور علماء اس کے اولین زمہ دار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بَاللّٰهِ

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پوری امت پر جو بلاتفریق مسلم یا غیر مسلم 'امر بالمعروف' اور 'نہی عن المنکر' کا فریضہ عائد کیا ہے۔ اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ داعی کو ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' دونوں کا علم ہونا چاہئے تاکہ معروف اور منکر کی تمیز کر سکے۔ دوسرے جس کو دعوت دے رہا ہے اس کی زبان میں سمجھائے تاکہ وہ پوری بات سمجھ سکے، یعنی مخاطب کی زبان میں گفتگو کرے۔ جسے اللہ رب العالمین نے فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ

''اور ہم نے جو بھی رسول بھیجے ان کی اپنی قومی زبان کے ساتھ بھیجے تا کہ ان کے سامنے وضاحت سے بیان کر دے''۔ ﴿سورہ ابراھیم۔۴﴾

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

''آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ہدایت کرنے والے ہوتے چلے آئے ہیں۔'' (سورہ رعد۔۷)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ

''اور کوئی امت نہیں کہ جسمیں خبر دار کرنے والا نہ گذرا ہو۔''

(سورہ فاطر ۲۴)

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے ہر جگہ نبی بھیجے اور ان کی زبان میں بھیجے تا کہ لوگ ایک دوسرے کی بات کو سمجھ سکیں۔

زبان کوئی بھی اچھی یا بری نہیں ہوتی، زبان تو محض ذریعہ اظہار ہے اگر اس کا استعمال خیر اور نیکی کی تبلیغ و اشاعت کا وسیلہ بنایا جائے، تو اس سے زیادہ مبارک بات کوئی نہیں ہوسکتی۔ لیکن اگر کسی زبان کو شر کے لئے استعمال کیا جائے جیسے عربی زبان قرآن وحدیث کی زبان ہے اور آپؐ نے فرمایا کہ یہی اہل جنت کی بھی زبان ہوگی۔ لیکن اس زبان میں بعض ایسی اسلام واخلاق دشمن تحریریں وجود میں آرہی ہیں کہ جن سے شیطان کو بھی شرم آجائے۔ اس لئے زبان کو برا نہیں کہا جا سکتا، بلکہ اس کے استعمال کو غلط کہا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل، زبان کا استعمال ہے۔

ہندی زبان کا فہم۔

تمام زبانیں اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہیں، قرآن مجید میں جیسا ذکر ہوا۔ **ارشاد بانی ہے۔**

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ (سورہ روم۔۲۲)

ترجمہ۔ اس (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف (بھی) ہے۔ دانش مندوں کے لئے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں'' اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجے، انہوں نے اپنی قوم کو انہی کی زبان میں ان کے نبی نے مخاطب کیا۔

تو نہ معلوم کتنی زبانیں ہیں جن کو نبیوں کے کلام ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی بھی زبان کو بحیثیت زبان غلط تصور کرے اور ان کے سیکھنے سکھانے کو بد دینی اور گمراہی سمجھے۔

زبان سیکھنے کی ترغیب

آپؐ نے اپنے ایک ذہین رفیق 'حضرت زید بن ثابتؓ' کو باضابطہ عبرانی زبان سیکھنے کی ترغیب دی۔ جسے بہت کم عرصہ میں انہوں نے سیکھا اور اس زبان کو دعوت کے کام کے لئے استعمال کیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بعض روایات کے مطابق وہ کئی زبانوں سے واقف تھے۔

اسی طرح ''حضرت سلمان فارسیؓ فارسی اور عربی زبان سے واقف تھے،

اور حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں بھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر فارسی میں بھی گفتگو کر لیتے تھے۔''

غلط فہمی۔

یہ ایک غلط فہمی ہے کہ علماء جدید علوم ہندی یا انگریزی زبان کے حاصل کرنے کو منع کرتے ہیں یا یہ کہ کسی زمانے میں منع کیا تھا یہ محض غلط فہمی بلکہ بہت بڑا مغالطہ ہے۔

ہمارے علماء کے یہاں تو اس قسم کا شوق ملتا ہے جنہوں نے مختلف زبانیں سیکھیں پھر اسی کی روشنی میں دوسروں کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا اور حسب ضرورت جوابات دئے جو منکرین کے لئے موثر ہونے کے ساتھ دل پذیر ثابت ہوئیں اور وہ آغوش اسلام میں آکر جنت کے حقدار بنے۔

جامعہ ملیہ کی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے بنیاد رکھی جس کے افتتاح میں نہایت بلیغ خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا اور اس یونیورسٹی کے قیام کی تعریف کی دارالعلوم ندوۃ العلماء کی بنیاد ہی اس نقطۂ نظر کے تحت پڑی کہ دینی تعلیم کے ساتھ جدید تعلیم کا ایک متوازن اور نافع حصہ شریک نصاب رکھا جائے جس میں مختلف زبانوں کی تعلیم بھی شامل تھی۔ مقصد صرف یہ تھا کہ موجودہ زبان کو دعوتی زبان سمجھ کر حاصل کیا جائے، اس طرح مولانا قاسم نانوتویؒ یا مولانا اشرف علی تھانویؒ بحیثیت کسی زبان کے حصول کے مخالف نہ تھے۔ علماء کو جو اختلاف تھا وہ صرف اس وجہ سے کہ دوسروں کے افکار تہذیب وثقافت کو رشک تحسین کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے کہ مغرب سے آنے والی ہر چیز پر لبیک کہا جائے۔

صوفیہ کے ہندی دوہے

یہی وجہ تھی کہ صوفیہ کرام نے ہندی میں دوہے کہے جیسے حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری، حضرت شیخ عبدالحق رودولی اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے دوہے مشہور ہیں کہ ان کے یہاں قوالی میں بھجن کا رنگ غالباً ہندوؤں ہی کی تسخیر قلوب کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ جس کے ذریعہ وہ غیر مسلموں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش برابر کرتے رہے۔ اس طرح حضرت شیخ نظام الدین اولیا اور فریدالدین گنج شکر مرادآبادی ہندو جوگیوں سے بلا تکلف ملتے اور ان کی باتیں غور سے سن کر جواب دیتے۔

اسی دعوت کے پیش نظر ہمارے بہت سے شعراء نے ہندی میں اشعار بھی کہے جیسے داؤد قرطان، امیر خسرو، ملک محمد جائسی، شیخ نبی، نور محمد، جمال، مبارک، شیخ شاہ نظام الدین، میر عبدالجلیل اور خواجہ حسن نظامی جیسے صوفی بزرگوں نے تو کرشن بیتی تک لکھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ (سورہ نحل ۱۲۵)

ترجمہ۔ لوگوں کو اپنے 'رب' کی راح کی اور بلائیے، حکمت سے اور اچھی نصیحت سے، اور انکے ساتھ نصیحت کیجیے تو اچھے طریقے سے۔

جدال احسن کا مأخذ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکمت، موعظت الحسنۃ اور جدال احسن کی

طرف متوجہ فرمایا۔

احسن جدال ہم اس وقت کر سکتے ہیں جب ہم ان کی زبان سے واقف ہی نہیں بلکہ اس پر قدرت بھی رکھتے ہوں تبھی دوسری زبان کے مذہبی عقائد وافکار سے گہری واقفیت رکھ سکتے ہیں پھر پوری خود اعتمادی اور یقین کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے مدارس کے نصاب میں ہندی زبان جس کا ''رسم الخط دیوناگری'' ہے، جگہ دیں اس لئے کہ ہندی کو اس ملک کی دفعہ ۳۴۳ کے تحت ۱۹۶۵ء میں ''راشٹر بھاشا'' کا اعزاز مل چکا ہے جس طرح ہر ملک کی اپنی ایک ملکی زبان ہوتی ہے۔ جیسے روس کی زبان روسی، فرانس کی زبان فرانسیسی اور جرمن کی زبان جرمنی۔ اس طرح یہاں کی ملکی زبان ہندی ہے۔

زبانیں۔

اس طرح دنیا میں تقریباً ۲۸۰۰ زبانیں ہیں جن میں ۱۱۳ ایسی زبانیں ہیں جن کے بولنے والوں کی تعداد ۶۰ کروڑ سے زاید ہے پھر اس ہندی بولنے والوں کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ (آدھنک ہندی بیاکرن)

یہ اور بات ہے کہ ہمارے ملک میں ہی کچھ ایسے علاقے ہیں جو ہندی سے بلکل ناواقف ہیں۔ لیکن ملک کی اکثریت والے علاقے میں ہندی زبان کا استعمال ہوتا ہے اور ہمارے ملک میں تقریباً ۶۰۰ بولیاں اور ۱۵ اہم زبانیں ہیں جس میں سے ہندی کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے جو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دوسرے ملکوں جیسے۔ برما، شری لنکا، مارشس، ٹرینڈا، فجی، ملایا، سرینام وغیرہ جیسے ملکوں میں بھی ہندی زبان استعمال ہوتی ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ

ہمارے اہل وطن کی تمام مذہبی کتب سنسکرت میں ہیں جنہیں اب یہ ہندی میں منتقل کر چکے ہیں۔

ہندی کا مآخذ۔

ہندی، ہندو اور ہندوستان یہ تینوں لفظ فارسی کے ہیں ہندی زبان کی تخلیق شمالی ہند میں ہوئی اور اس کا نام ایرانیوں کے ذریعہ پڑا۔ اس لئے کہ یہ الفاظ ایرانیوں کی مذہبی کتاب ''زنداوِستا'' میں ہندی ہندو لفظ ملتے ہیں اور ویدوں، اپنشدوں، قدیم سنسکرت اور پالی زبانوں میں کہیں نہیں ملتے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی کتاب ''ڈسوری آف انڈیا'' کے ہندی ترجمہ کے صفحہ ۲۵ پر ''میروتنتر'' کے ۳۳ ویں باب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اس میں ہند کا لفظ ملتا ہے۔''

اس طرح بعد کی کچھ کتابوں میں جن کا شمار قدیم سنسکرت ادب میں نہیں ہوتا جیسے ''ادبھت روپ کوش''، رام کوش، شبد کلپ دردم وغیرہ میں ہندی کا نام ملتا ہے۔ کچھ لوگ مانتے ہیں کہ پہلے یہ ہندیق لفظ تھا پھر ''ہندیگ'' سے ہندی بنا۔ مگر کچھ لوگ اسے لفظ 'سندھی' سے بنا ہوا مانتے ہیں چھٹی صدی کے 'نوشیرواں' کے ایک شاعر نے ''پنچتنتر' کی زبان کو زبان ہند سے موسوم کیا تھا۔

(آدھنک ہندی بیاکرن اور رچنا۔ ڈاکٹر واسودیونندن پرساد)

اس طرح بعد کے مسلم شاعروں میں سعود، ابوالحسن، امیر خسرو وغیرہ نے بھی زبان کے لئے لفظ 'ہندی' یا 'ہندوی' یا 'ہندوئی' نام سے موسوم کیا پھر ڈاکٹر دھیریندر ورما کے مطابق سترہویں صدی تک 'ہندی' اور 'ہندوی' دونوں لفظ ایک ہی معنیٰ میں استعمال ہوتے تھے۔ آج ہندی کے معنیٰ کھڑی بولی یا اس میں لکھا جانے

والا ادب ہی سمجھا جاتا ہے۔

ہندی لفظ کا استعمال بھارت کی کئی زبانوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے سنسکرت، پالی، پراکرتی، اپبھرنش وغیرہ کے لئے۔ اسی طرح یہ لفظ ملک کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے یعنی ملک اور زبان دونوں کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔

ہندی زبان کی حیثیت سے استعمال

تیرہویں صدی میں بھارت کے فارسی شاعر 'اوفی' نے (۱۲۲۹ء) میں سب سے پہلے 'ہندوی' لفظ کا استعمال ہند میں مدھیہ پردیش کی دیشی بھاشا کو زبان کی حیثیت سے استعمال کیا۔ (हिन्दी साहित्य कोष भाग २ पृ० 888)

ہندی زبان کا رسم الخط۔

شروع میں ہندی، 'فارسی' اور 'دیوناگری' دونوں رسم الخط میں لکھی جاتی تھی اور مخارج میں دلّی کے آس پاس بولی جانے والی جنوبی ہند کی بولی جیسی تھی، بعد میں ترقّی ہوتے ہوتے موجودہ شکل میں آئی۔

(آدھنک ہندی بیاکرن۔ ڈاکٹر واسودیوندن پرساد)

ہندی زبان کی تاریخی حیثیت۔

سنسکرت کو ''آریہ بھاشا'' یا ''دیو بھاشا'' بھی کہتے ہیں، جو تقریباً ۳۵۰۰ سال قدیم تسلیم کی گئی ہے، جسے تین دور میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) قدیم ''آریہ بھاشا کال'' جس کی مدّت ۵۰۰ء سے ۱۵۰۰ء قبل تک جس میں پالی اور ''شلالیکھنی پراکرتی'' زبانیں وجود میں آئیں۔

(۲) وسط ''آریہ بھاشا کال'' جس کی مدّت ۵۰۰ء سے ۱۰۰۰ء تک تھی

اسی میں ''پراکرتی بھاشا'' وجود میں آئی۔ جس میں مختلف اپبھرنش کا وجود ہوا۔

(۳) ''موجودہ آریہ بھاشا'' جس کی مدّت ۱۰۰۰ء سے آج تک ہے اس میں ''اپبھرنش'' بھاشا سے مختلف زبانیں وجود میں آئیں۔

'پالی' کو سب سے پرانی 'پراکرتی' بھی کہتے ہیں اور آچاریہ ''بھیم چندر'' اسے سنسکرت سے نکلی ہوئی بھاشا مانتے ہیں پھر اس ''پراکرتی بھاشا'' سے مختلف زبانیں وجود میں آئیں جیسے گرامیٹر بھاشا، دیشی بھاشا، اپبھرنش، اوھنس، اوہٹ، پیشاچی، مہاراشٹری، اردھماگدھی پھر اپبھرنش بھاشا سے ہندی، بنگلہ، گجراتی، مراٹھی، پنجابی، وغیرہ زبانیں بنیں اور ہندی مدھیہ پردیش میں ''سنسکرت''، ''پراکرتی'' اور ''اپبھرنش'' تینوں کے ملنے سے وجود میں آئی جو جرمنی زبان سے ملتی جلتی ہے۔

اس طرح ہندی زبان شَورسینی اَپبھرنش سے وجود میں آئی جس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) **مغربی ہندی۔** جس میں برج بھاشا، کنّوجی، بوندیلی، کھڑی بولی، بانگرو اور راجستھانی آتی ہے۔

(۲) **مشرقی ہندی۔** جس میں اودھی، بگھیلی، چھتیس گڑھ، بہاری، گڑھوالی اور بہاری صوبے کی زبانیں آتی ہیں۔ پھر ''اپبھرنش'' کو بھی سات حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اپبھرنش کی قسمیں اور اس سے نکلی ہوئی زبانیں

(۱) شورسینی اپبھرنش سے — پچھمی ہندی، راجستھانی، برج بھاشا اور کھڑی بولی

(۲) پیشاچی اپبھرنش سے — پنجابی

(۳) براچڈا اپبھرنش سے — سندھی

(۴) خس اپبھرنش سے — پہاڑی، گڈھوالی

(۵) مہاراسٹرا اپبھرنش سے — مراٹھی

(۶) اردھ ماگدھی اپبھرنش سے — مشرقی ہندی، اودھی، چھتیس گڑھ

(۷) ماگدھی اپبھرنش سے — بہاری ، بنگالی، اڑیا۔

ہندی زبان کی تعلیم اور اس کی دشواریاں

ہندی میں مختلف اقوال کے تجزیہ کے بعد ٹوٹل ۵۲ حروف تہجی Alphabat مع سُوَر اور ویَنجَن کے ہوتے ہیں جسے ''ورڑ مالا'' کہتے ہیں۔اس حروف تہجی میں اردو عربی کے بہت سے حروف نہیں ہیں جیسے ص، ث، ذ، ز، ط، ظ، وغیرہ اس لئے کہ یہ ایک مستقل زبان ہے اس میں دشواری اس وقت پیش آتی ہے جب ہم ہندی کو اردو کے ماتحت پڑھنا چاہتے ہیں جیسے دنیا، علم، طابع، حاجی، ہاجی، الم، علم وغیرہ۔

اس دشواری کے حل کے لئے ''جناب نند کشور او ستھی جی'' نے عربی کے لفظوں کا صحیح مخرج ادا کرنے کے لئے دیوناگری رسم الخط میں ہی نقطے رکھ کر عربی کے الفاظ بنانے کی کوشش کی ہے، لیکن ان کے اس اصول سے اکثر جگہ ہمیں ہندی قواعد سے ہٹنا پڑتا ہے جسے تقریباً ۹۹% نحوی قبول نہیں کرتے۔

مثلاً مخرج کے لحاظ سے 52 جو Alphabats ہیں ان میں سے کچھ سُوَر کہلاتے ہیں اور کچھ ویَنجن اور ویَنجن ، سُوَر ہی کی مدد سے بولے جاتے ہیں اور سوَر

جب ویَنجن کے ساتھ ملتے ہیں تو انہیں ماترائیں کہتے ہیں اور ماترائیں سوَروں کی ہوتی ہیں۔اس اصول کے تحت اگر ہم عِلم (अिल्म) اس طرح لکھتے ہیں تو دونوں سُوَر ایک ساتھ جمع ہو جائیں گے جو ہندی قائدہ کے خلاف ہے۔جہاں ہمیں دشواریاں ہی نہیں بلکہ ایک نئی زبان وضع کر کے اس کی ترویج دینا ایک مستقل کام ہوگا۔

اس میں ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ جو ہمارے اصطلاحی الفاظ ہیں ان کے استعمال میں جیسے ع، ف، اور خ وغیرہ کی رعایت کر دیں مثلاً: कअब ہے جس کے درمیان میں अ آیا ہے اور ہندی والے اس کو काबा لکھتے ہیں جسے بولنے والا 'کعبہ' پڑھے گا یا 'کابا' پڑھے گا، لیکن ظاہری معنیٰ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

اس طرح بعض الفاظ جیسے लिये-लिए , गये-गए دونوں استعمال ہوتے ہیں تو اس میں معنوی طور پر کوئی فرق نہیں آتا اس لئے ہمارا اصل مقصد تو ان کی زبان سمجھنا ہے نہ کہ اردو کو ہندی زبان میں تبدیل کرنا ہے یا اردو کو ہندی قالب میں پیش کرنا۔

ہندی زبان میں مضمون لکھنے کے وقت اس طرح کی دشواری ضرور پیش آتی ہے کہ بعض الفاظ جیسے رحمت، رحمٰن، رب، حمد، محراب مسلمانوں کے یہاں بہت مستعمل ہیں، لیکن ان لفظوں سے غیر مسلم بلکل ناواقف ہوتے ہیں تو ان الفاظ کو بریکٹ میں کر کے سمجھایا جا سکتا ہے، جیسے اللہ (पारब्रहम्म परमेश्वर) مگر بہت سے لوگ پَربھُو یا ایشور جیسے لفظ استعمال کر دیتے ہیں جو ہماری توحید کے خلاف ہوتے ہیں اور بعض لوگ مثال دیتے ہیں کہ آپ اس سے پہلے لفظ 'خدا' اور 'نماز' جیسے الفاظ بدل چکے ہیں تو اب بدلنے میں کیا حرج اس کا الگ جواب ہے۔

لیکن ہم اگر اس وصول کو اپنائیں جسے ہم نے اوپر ذکر کیا تو ہم اپنے

اصطلاحی الفاظ کو برقرار رکھتے ہوئے پوری بات سمجھا سکتے ہیں جن کی کہیں۔ کہیں ضرورت پیش آتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں ہمارے بعض دانشور بہت زیادہ وسعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اصطلاحی الفاظ کو بھی ترمیم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جو ہمارے لئے خطرناک ہی نہیں بلکہ تحریف کا دروازہ کھولنے والا ہے، جیسے ہمارے بہت سے ناشروں نے 'جناب نند کشور اوستھی جی' کو معیار سمجھ کر جنہوں نے قرآن کو ہندی رسم الخط میں منتقل کیا ہے وہ جو ہماری نئی نسل کے لئے بے حد مضر ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اصطلاحی الفاظ باقی رکھتے ہوئے بریکٹ میں اس کی تشریح کریں۔

نصاب اور جائزہ

دینی مدارس کا مقصد۔

جس طرح دینی مدارس کی افادیت سے انکار کسی صورت میں ممکن نہیں، اسی طرح عہد حاضر میں ہندی یا انگلش زبان کی ضرورت اور اس کی افادیت سے بھی انکار ممکن نہیں۔ اگر ہمیں دعوت کے میدان میں قدم رکھنا ہے تو ہندی اور انگلش زبان سے واقفیت نہایت ضروری ہے اس واقفیت سے میری مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہندی کو پورے نصاب پر حاوی کر دیا جائے، بلکہ میری مراد یہ ہے کہ جس طرح ہم دوسرے مضامین کے بنیادی اصولوں کے پڑھانے پر اکتفا کرتے ہیں اسی طرح اگر ہندی کو ایک مضمون کی حیثیت سے شامل کر لیں تو اس زبان سے اچھی خاصی واقفیت ہو جائے گی اور اھل وطن سے گفتگو کرنے میں مدد ملے گی بلکہ بہت سے پیش آنے والے مسائل اور اشکالات کا حل بھی ممکن ہو سکے گا۔ اس لئے کہ اُن کے اشکالات یا اعتراضات تو ہندی یا انگلش میں ہوتے ہیں اور ہم محدود اردو اخبار میں اپنا کوئی مراسلا بھیج دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے حق ادا کر دیا۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اُس نظریات سے جو اسلامی اصولوں کے تصادم ہیں صحیح معلومات رکھیں، اس کے لئے اُن کی زبان سے واقف ہونا لازم ہے، تاکہ ان کا صحیح اور مدلل جواب دے سکیں گے مثلاً 'ڈارون' کا مسئلہ ارتقاء جس میں وہ کہتا ہے کہ انسان کی تخلیق کیڑے مکوڑے سے بندر ہوتے ہوئے ہوئی۔

اگر علماء اس کی فکر اور زبان سے واقف ہوں تو قرآن وحدیث کی روشنی

میں انسانی تخلیق کو محققانہ انداز میں پیش کر سکتے ہیں۔

جبکہ ہمارے سامنے بہت سی نظیریں موجود ہیں کہ مستشرکین نے صرف ہندوؤں کے کلچر کو سمجھنے کے لئے رقوم اور صلاحتیں صرف کر کے سنسکرت زبان سیکھی اور اپنی زبانوں میں یعنی انگلش میں ترجمے کئے مثلاً۔

ایچ ایچ ولُسَن ‘‘ ، نے ’’**ایسٹ انڈیا** ‘ ‘ کمپنی کے تمام مسافروں کے لیے سنسکرت سے واقفیت کو لازمی قرار دیا تھا اور وِ لُسَن ُ نے خود ’’وشنو پران ‘‘ کا تفصیلی مطالعہ کر کے سنسکرت سے انگلش میں ترجمہ کیا۔

میکس مولر۔

جرمنی پنڈت کے نام سے مشہور ’’**میکس مولر**‘‘ نے جرمن ادیبوں کی مدد سے سنسکرت میں ہندوں کی مذہبی کتاب ’’رگ وید‘‘ اور دوسری کئی کتابوں کا جرمن میں ترجمہ کیا۔ اس نے ایک کتاب لکھی ’’بھارت ہمیں کیا سکھاتا ہے؟‘‘ جس میں بھارتی تہذیب وتمدن کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان ہے۔

’’میکس مولر‘‘ کے ترجموں سے یورپ کے دوسرے عالموں میں بھی سنسکرت سیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور سنسکرت سیکھ کر انہوں نے بھی ترجمے کئے جیسے۔

’’**ایڈگرز گرٹن**‘‘ نے ’’**پنچ تنتر**‘‘ کا ترجمہ کیا اسی طرح ونٹرنِھقس اور ’’یاکوبی‘‘ نے بھی ویدوں کا مطالعہ سنسکرت میں کیا۔

’’**شُو پَنُ ھَا دَر** ‘‘ نے سنسکرت کی تمام اہم کتابوں کا سنسکرت میں مطالعہ کر کے ۱۸۸۶ء میں ’’بوپ فاؤنڈیسن‘‘ قائم کیا، جس کا مقصد سنسکرت اور دوسری زبانوں کے تقابلی مطالعہ اور تحقیق کو فروغ دینا تھا۔

انگلینڈ کے ’’**میک ڈانل** ‘‘ نے ویدوں کا مطالعہ کر کے اس کے چنے

ہوئے اشلوکوں کا ترجمہ ’’ویدک ریڈر‘‘ میں پیش کیا جس میں وید منتر پہلے رومن رسم الخط میں دئے گئے ہیں اور پھر انگریزی میں اس کا ترجمہ ہے، اس ترجمہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں منتروں کے تمام الفاظ کے معنی بھی دیئے گئے ہیں۔ اس طرح ’’میک ڈانل‘‘ نے وَیدِک گرامر کو بھی مرتب کیا۔ اسی طرح ’’شلیگل‘‘ نے سنسکرت سیکھ کر جرمنی میں ترجمے کئے۔

’’**جارج فاسٹر** ‘‘ نے ۱۷۹۱ء میں ’شکنتلا‘ کا ترجمہ انگلش، چینی، جرمن اور منگولین زبان میں منتقل کئے اور اسی طرح ’’پروفیسر بیکھ‘‘ نے **میگھدوت** کا ’’تبّتی‘‘ زبان میں ترجمہ کیا۔

مغربی علماء میں اور بھی کئی ایسے نام ہیں جنہوں نے سنسکرت زبان وادب کی خدمات انجام دیں۔ ان میں ’’برنیم، ہال، ڈبلیو۔ ایچ۔ مل سُموئل، ڈیمس جیکب گرم جے، آر۔ ویلنٹائن، جان وینٹلے جیمس پرنسز، فرانسی بل فورڈ، رامک راس، بلوم فینڈ ’’فادر کامل بلکے‘‘ وغیرہ اہم ہیں۔

سنسکرت سے عربی میں ترجمے۔

انگریزی اور جرمن زبانوں کے ساتھ کئی زبانوں میں سنسکرت کتابوں کے ترجمے ہوئے۔ عربی فارسی اور بعد میں اردو زبانیں بھی سنسکرت کے ادبی سرمائے سے مالامال ہوئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

’’**نو شیر وان**‘‘ کے زمانے میں ’’**پنچ تنتر** ‘‘ کا پہلوی زبان میں ترجمہ ہوا پھر پہلوی سے عربی زبان میں ’’**کلیله دِمنه** ‘‘ کے عنوان سے شائع ہوئی۔

گیارویں صدی میں عربی سے ’’پنچ تنتر‘‘ کا یونانی زبان میں پھر لیٹن، جرمن اور دوسری یوروپی زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ ’’میک ڈانل‘‘ کے مطابق کم از

کم چالیس زبانوں میں ترجمے ہوئے۔

خلیفہ'ہارون رشید' کے زمانے میں سنسکرت کتابوں کے ترجمے کے لئے بھارت سے ہندو پنڈتوں کو بغداد بلایا گیا تھا۔اسی طرح علم نجوم کی سنسکرت کتابیں بھی عربی اور فارسی میں منتقل ہوئیں۔جسے محسن فانی نے 'دبستان مذاہب' کتاب لکھی۔

ابوریحان البیرونی

''محمود غزنوی'' کے زمانے میں'ابوریحان البیرونی' نے ہندو مذہب اور ہندوستانی تہذیب کا مطالعہ کرنے کے لیے ہندوستان آکر سنسکرت زبان سیکھی پھر ''کتاب الہند'' کی تصنیف کی جس میں ہندوستانی تہذیب و معاشرے کے اپنے مطالعہ کا نچوڑ پیش کیا۔''البیرونی'' عربی ،فارسی اور عبرانی زبانوں کا ماہر تھا وہ علم ہیئت ،علم نجوم،علم تاریخ اور ادب پر بھی عبور رکھتا تھا۔

'فیروز شاہ تغلق' نے فلسفے،علم نجوم سے متعلق کتابوں کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کرایا جس میں 'دلائل فیروز شاہی' اس سلسلے کی مشہور کتاب ہے۔

دارالترجمہ۔

''سلطان زین العابدین'' نے سنسکرت میں کشمیر کی تاریخ لکھوائی اور ایک ''دارالترجمہ'' نام کا ادارہ قائم کیا،جہاں سنسکرت کی کتابوں کا فارسی اور فارسی کی کتابوں کا سنسکرت میں ترجمہ ہوتا تھا۔

بادشاہ'ھمایون'' کے عہد میں'محمد گولیُاڑِی'' نے سنسکرت کی ایک کتاب فارسی میں'بحر الحیات'' کے عنوان سے ترجمہ کیا جس میں ہندو مذہب کے خیالات و افکار کا بیان ہے۔اسی طرح حاجی ابراہیم سرہندی نے

'اَتھروید' کا ترجمہ فارسی میں کیا اور داراشکوہ نے 'مجمع البحرین' کتاب میں اسلامی تصوف اور دیانت کے فلسفے کا موازنہ کیا۔پھر'اُپنشد' کے پچاس ابواب کا ترجمہ بنارس کے ہندو پنڈتوں کی مدد سے کیا''داراشکوہ'' نے بھی بھگوت گیتا کے کچھ حصوں کا بھی ترجمہ کیا اور''سلطان حسین شاہ'' نے بھاگوت پُران کا بنگالی زبان میں ترجمہ کیا۔

جائزہ۔

ان تصریحات کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم اپنے علوم سے صرف نظر کر کے سنسکرت یا ہندی کو غالب کرلیں،لیکن ان تصریحات سے مقصود یہ ہے کہ ہندی یا کوئی دعوتی زبان کا سیکھنا قرآن وحدیث کی اشاعت کے لئے صرف ضروری ہی نہیں بلکہ ناگزیر ہے،اس لئے کہ ہرزبان کے جاننے اور ہرفکر کے ماننے والے تک حق کی صحیح روشنی پہنچانا ضروری ہے اور اگر اس قدر وسیع پیمانے پر اشاعت دین حق ممکن نہ ہوسکے تو کم ازکم وہ زبان جو عالمی ہو یا علاقائی اسے اختیار کیا جائے۔

مجھے اس بات کو اعتراف کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ مدارس میں خالص اسلامی علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں تو وہاں پوری طرح عصری علوم کو شامل نصاب کرنا طلبہ کو بیک وقت دونوں علوم سے محروم کردینے کے مرادف ہوگا،اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اسلامی علوم وفنون کی کم ازکم تعداد۱۵ ا ہے پھر ان میں سے ہرفن کی مختلف شاخیں ہیں ان سب کا حق ادا کرتے ہوئے عصری علوم کو پوری طرح نصاب میں داخل کرنا تو عملاً ناممکن ہے۔لیکن ہندی کو زبان کی حیثیت سے داخل نصاب کرنے پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا اسلئے کہ یہ دوسری زبانوں کے مقابلہ میں آسان ہے۔

بنیادی مضامین۔

دینی مدارس میں جو نصاب رائج ہے اس کا ایک خاص مقصد اسلام کی تفہیم، تبلیغ اور حفاظت ہے، اس لئے مدارس میں بینادی مضامین وہ ہوں جو طلباء کو اِن مقاصد کی تکمیل کے لائق بنائیں۔ اگر آج اس کا لحاظ نہیں رکھا گیا تو نہ یہ دین کے کام کے باقی رہیں گے اور نہ دنیوی کام میں نمایاں خدمت انجام دے سکیں گے۔

مثلاً میڈیکل سائنس کے کسی طالب علم کو انجینیر یںگ پڑھانے کی کوشش کی جائے تو نہ وہ کامیاب ڈاکٹر ہو سکے گا اور نہ کامیاب انجینیر اس لئے مارڈرن ایجوکیشن کو بھی اپنے اداروں میں نمایاں حیسیت دینا ایک نا قابل عمل مطالبہ ہے۔

مدارس میں عالم کے کورس میں طلباء سے کئی سال کا وقت لیا جاتا ہے جس میں بہت سے مضامین پڑھائے جاتے ہیں جس سے طلباء کے اندر سوچنے سمجھنے اور اپنی گفتگو کو دلائل و براہین سے مربوط کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ زمانے کی چیزوں کو نئے آیئن و مصطلحات میں دیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ مخاطب کو ہم اپنی پوری بات سمجھا سکیں۔

انگریزی اور ہندی زبان۔

اردو اور عربی زبان میں ہمارے علماء بڑی حدتک اشاعت دین حق میں سرگرم ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس زبان سے ایک بڑا طبقہ بلکل نابلد ہے۔ اس لئے ان تک اسلامی تعلیمات کو پہنچانے کے لئے انگریزی یا ہندی زبان کو مدارس میں رواج بخشنے کی ضرورت ہے، لیکن صرف اس حدتک نہیں کہ طلباء کسی فارم کی خانہ

پڑی کے اھل ہو سکیں یا لفافے اور پوسٹ کارڈ پر انگریزی یا ہندی زبان میں پتہ لکھ سکیں، بلکہ اس حدتک کہ اپنے اندر اسلامی فکر کو ہندی یا انگریزی زبان میں منتقل کرنے کی صلاحیت پیدا کر سکیں۔

ہندوستان کے بڑے مدارس میں انگریزی تعلیم کا نظم ہے۔ لیکن کسی بھی ادارے میں انگریزی تعلیم انٹرمیڈیٹ کی مساوی انگریزی سے آگے نہ بڑھ سکی اور ہندی کی تو ضرورت ہی نہیں محسوس کی گئی بلکہ اس کے ساتھ سوتیلے پن کا معاملہ کیا گیا اس لئے کہ ہم سمجھے ہیں کہ ان کو اردو سے نفرت ہے تو ہم ہندی کیوں پڑھیں، ہندی تو ان کی زبان ہے، جبکہ ہم میں اور ان میں فرق ہے، ہم داعی قوم ہیں اور وہ مدعو، اس لئے ضرورت اس معیار سے آگے پڑھنے کی ہے کیونکہ یہ زبان بھی طلباء کی دعوتی سرگرمیوں میں معاون کردار ادا کرے گی۔

اس وقت علماء نے عام طور پر مساجد مدارس، دارالافتاء دارالقضاء، وعظ و تقریر، تصنیف و تالیف کی ذمیداریاں سنبھال رکھی ہیں۔ یقیناً یہ بہت اہم کام ہیں۔ لیکن عام مسلمانوں اور غیر مسلموں تک رسائی اور ان تک اللہ کے دین کو پہنچانے کی ذمیداری بھی علماء پر ہے، اس لئے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء اصل میں غیر مسلموں کو اللہ کی طرف بلانے کے لئے آتے تھے، قرآن میں مختلف انبیاء اور ان کی اقوام کے واقعات کو پڑھ لیجئے، ہر جگہ اس عہد کے غیر مسلم ہی ان کے اولین مخاطب نظر آتے ہیں۔

اصل مشن۔

اس میں شبہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک طرف مسجد نبوی کے امام و خطیب تھے تو دوسری طرف مقدمات کے فیصلے اور لوگوں کے سولات پر فتوے بھی دیتے

تھے، اگر احکام واخلاق کا درس دیتے تھے تو دوسری طرف میدان کارزار کے سپہ سالا راور مملکت اسلامی کے قائد بھی تھے۔

لیکن آپؐ کا اصل مشن گمراہ بندوں کو اللہ کی طرف بلانا تھا، مکہ کی تیرہ سالہ زندگی کی ہر ساعت اس مہم میں گزری پھر صلح حدیبیہ کے بعد سے وفات تک آپؐ اسی کام میں لگے رہے کسی قبیلہ میں خود جاتے کہیں اپنے رفقاء کو بھیجتے اور بہت سے قبائل وہ تھے جنہوں نے خود اپنے وفود آپؐ کی خدمت اقدس میں بھیجے فتح مکہ کے بعد ان وفود کی ایسی کثرت ہوئی کہ ۹ھ کا نام ہی ''عام الوفود'' قرار پایا۔

اس طرح انبیاء کی میراث میں یقیناً غیر مسلم بھائیوں تک دعوت حق پہنچانا بھی شامل ہے۔

غور کیجئے کہ امت مسلمہ میں فرق باطلہ کا ظہور حضرت عثمان غنیؓ کے آخری عہد میں شروع ہوا اور عہد عباسی تک یہ فتنہ بڑھتا ہی گیا، نیز فلاسفہ یونان کی کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کئے اور بہت سے مجوسیوں کے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے الحاد و دہریت کی ایک نئی بلا مسلمانوں میں داخل ہونی شروع ہوئی، لیکن اسی عہد میں مسلمانوں نے دور دراز علاقوں تک اسلام کی دعوت پہنچائی۔

برادران وطن سے تعلّق۔

اس لئے علماء کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس سماج میں رہتے ہوں، وہاں برادران وطن سے قربت پیدا کریں اپنے پروگراموں میں انہیں مدعو کریں اور خود ان کے اصلاحی پروگراموں میں شریک ہوں اور ایسے مواقع پیدا کریں جن میں ان کو اپنی بات سمجھانے اور کہنے کا موقع ملے، اس سے غلط فہمیاں دور ہوں گی، فاصلے کم ہوں گے، دعوتی کاموں کو تقویت ملے گی اور ایک اہم فریضہ کا احیاء ہوگا۔

علماء کو اپنے عہد کے تقاضوں سے باخبر رہنے کے لئے مدارس کے نظام میں کچھ تبدیلیاں لانے کی ضرورت ہے، اس میں سب سے اہم مسئلہ زبان کا ہے۔

انگریزی زبان اس وقت عالمی رابطہ کی زبان ہے، اور ہندی اھل وطن کی زبان ہے اس لئے یہ زبان نہ صرف غیر مسلوں تک اسلام کی دعوت پہنچانے کے لئے ضروری ہے، بلکہ خود مسلمانوں کی نئی نسل بھی تیزی سے اُردو کی گرفت سے باہر ہوتی جارہی ہے۔ اس لئے ہمیں ایک طرف اُردو زبان کی ترویج کی کوشش کرنی چاہئے اور دوسری طرف علماء کو انگریزی اور ہندی زبان سے آراستہ کرنا چاہئے۔

یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا جارہا ہے اور علمی وفکری جہت سے دین حق پر جو یلغار ہورہی ہیں، وہ زیادہ تر اسی زبان میں ہیں، اگر علماء اس زبان کے سمجھنے اور اپنا مافی الضمیر ادا کرنے کے لائق نہ ہوسکے، تو وہ اسلام کی اشاعت کا فریضہ صحیح طور پر انجام دینے میں اتنے کامیاب نہیں ہوسکیں گے جتنا ہونا چاہئے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

صورتِ حال

میرا ابھی دو ماہ قبل ایک ادارے میں تقرّری سے متعلّق چند حفاظ کے ٹیسٹ لینے کا اتفاق ہوا۔ جس میں دو حفاظ ایسے تھے کہ جنہیں میں نے اپنا موبائل نمبر انگلش میں بتایا تو انہوں نے کہا مولانا صاحب اردو میں گنتی بتائیے۔

یہی صورت حال بالکل اس کے برعکس ہے ایک انگلش میڈیم اسکول کے منیجر کے صاحب زادے کا واقعہ ہے کہ میں ان صاحب کے یہاں بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے اپنے صاحبزادے سے کہا کہ مولانا کا نمبر لکھ لو تو میں نے اردو میں نمبر

بتایا جس میں غالباً ۵۹ کی گنتی بھی تھی تو انہوں نے کہا پاپا اس ۵۹ کو انگلش میں کیا کہیں گے،اس پر وہ اپنے صاحبزادے پر برس پڑے۔

مطلب یہ کہ نہ ہم موجودہ دور کے نظام پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں اور نہ وہ ہمارے علوم کو اپنے یہاں نصاب میں داخل کرنے کو تیار ہیں اس لئے دونوں طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

عصر حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر ہم ایسا نصاب وضع کریں جس میں دینی علوم کو دوسری زبانوں میں اتارنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اس طرح عصری دانشگاہوں میں ملت اسلامیہ کے نونہالوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کی کوئی مناسب تدبیر ضرور نکالنی چاہئے کیوں کہ کوئی بھی شخص سائنس انجینیر نگ میڈیکل ،کمپیوٹر وٹکنالوجی کا ماہر کتنا ہی کیوں نہ ہو جائے ۔لیکن اگر دینی تعلیم سے بقدر ضرورت آگاہی نہیں تو اس علم کی کماحقہ۔وہ شاید ہی خدمت انجام دے سکے،بعض تعلیمی اداروں میں دینیات اور اسلامیات کے شعبے ضرور قائم ہیں مگر وہ شعبے کتنے مفید ہیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جب ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے اور اس نئے نظام تعلیم کے ساتھ مدارس میں تعلیم رائج کر کے عصری اسکولوں میں دینی تعلیم کا نظم کر دیں گے۔تو بلاشبہ اس نصاب کے ذریعہ علماء اور نوجوانوں کی ایسی جماعت تیار ہو گی جن پر ملت فخر کرے گی اور وہ ذریعہ ہدایت بنیں گے۔

تجاویز

(۱) پہلی بات یہ کہ ہمارے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نصاب کے مطابق جو ادارے چلتے ہیں ان میں ہندی ابتدائی درجات میں ہوتی ہے لیکن بعد کے درجات میں نہ ہونے کی وجہ سے وہ صلاحیت پیدا نہیں ہو پاتی جو مطلوب ہے۔جس طرح انگلش ایک مضمون کی حیثیت سے عالیہ رابعہ تک پڑھائی جاتی ہے اسی طرح ہمارے یوپی، بہار، مدھیہ پردیش، راجستھان اور مہاراشٹر کے مدرسوں میں خصوصاً اگر سنسکرت کی ابتدائی کتابیں صرف معہد پنجم تک کے درجات میں ہوں اور ہائی اسکول تک کی ہندی تعلیم جو ۱۰ سال پر مشتمل ہوتی ہے وہ ہمارے یہاں عالیہ اولیٰ تک مکمل ہو سکتی ہے۔

اس طرح اگر ہندی مضمون کو کم از کم ’’عالیہ اولیٰ‘‘ تک پڑھایا جائے یا جہاں درس نظامی یا دوسرا کوئی نصاب ہو وہاں بھی اس ترتیب سے ہائی اسکول تک کے معیار کی کتابیں داخل کر لی جائیں تو لکھنے پڑھنے کی اچھی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ یہ مضمون ایک ضمنی حیثیت سے ہی رہے تاکہ اصل مضمون جن کا تعلق دینیات سے ہے وہ متاثر نہ ہو سکیں اور بہتر یہ ہوگا کہ وہ نصاب اختیار کیا جائے جسے ہمارے مسلم حلقوں کی طرف سے ہندی میں تیار کیا گیا ہے جس میں زبان کے ساتھ اسلامی تربیت بھی ہوتی ہے۔اس طرح فراغت کے بعد دو سالہ یا ایک سالہ کورس لسانیات کا رکھا جا سکتا ہے،جس میں انشاء اللہ طالب علم کے اندر لکھنے پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے۔

(۳) امتحان کا طریقہ اساتذہ کی صوابدید پر ہو اور دوران درس مضامین لکھوائے جائیں پھر ان کے نمبر الگ سالانہ امتحان میں جوڑے جائیں تاکہ مضمون

نگاری کی طرف توجہ رہے، باقی جس طرح امتحانات ہوتے ہیں تمام پرچوں کے اس کا بھی امتحان تحریری ہو۔

(۴) جس طرح دینی مدارس والوں کو دوسری اہم زبانوں کا سیکھنا ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ ضروری یہ ہے کہ عصری علوم کے حامل دینی علوم کی تعلیم اتنی ضرور حاصل کریں، جس کے ذریعہ حلال وحرام کی تمیز ہی نہ صرف کرسکیں بلکہ اسلامی طور وطریقہ کے مطابق زندگی بسر کرسکیں۔ یعنی عصری تعلیم گاہوں میں ایک مضمون دینیات کا رکھا جائے جس کا امتحان الگ سے لیا جاسکتا ہے ورنہ پرائمری درجات میں تو ہم بہت آسانی کے ساتھ کسی قانونی دشواری کے بغیر پڑھا سکتے ہیں۔

(۵) انگریزی ہندی کے علاوہ معاشیات، سیاست کی مبادی، تاریخ، جغرافیہ اور حساب وغیرہ کے بارے میں بھی ضروری حد تک آگہی علماء کے لئے ضروری ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں مہارت ہو، لیکن بنیادی معلومات رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ بہت سے شرعی مسائل اور دینی حقائق انھیں مضامین سے متعلق ہیں، آج کے فقہاء اور ارباب افتاء کو خاص طور پر نظام معیشت کے بارے میں جاننا ضروری ہوگیا ہے تاکہ وہ اپنے عہد کے مسائل کے بارے میں صحیح رائے دے سکیں۔ اس کے لئے کچھ کتابوں کا انتخاب ابتدائی درجات میں کیا جاسکتا ہے یا پھر عالمیت کے بعد ایک سالہ کورس الگ سے رکھا جاسکتا ہے۔

ان مضامین کے لئے جگہ نکالنے کی دوصورتیں ہیں، ایک صورت تو یہ ہے کہ موجودہ نظام تعلیم میں ۷/کے بجائے ۸/گھنٹیاں کردی جائیں اور ایک گھنٹی ان مضامین کے لئے رکھی جائے اور اس کے لئے کچھ اور گنجائش پیدا کرنے کی غرض سے درس نظامی کے نصاب میں سے منطق اور فلسفہ کی قدیم کتابوں میں کچھ کمی کی جا سکتی ہے۔ اس لئے کہ منطق میں مرقات، شرح تہذیب وغیرہ۔ اکثر مدارس میں کئی

سال یہ مضمون پڑھائے جاتے ہیں، اسی طرح قدیم فلسفہ کے اسباق ہیں، اب اگر منطق کے لئے ۲/گھنٹی اور قدیم فلسفہ کے لئے ا/گھنٹی پر اکتفا کردیا جائے، تو مزید ۳/گھنٹاں نکل آتی ہیں، اسی طرح عربی کی ابتدائی جماعتوں میں بعض اسباق جو روزانہ ہوا کرتے ہیں، اگر ہفتہ میں ۴/دن ہوں تب بھی کتاب پوری ہوسکتی ہے، اس طرح ہفتہ میں ۲/دن کا وقت خالی کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہم اس طرح وقت نکالیں تو معمولی تبدیلی کے ساتھ ان ضروری مضامین کے لئے وقت فراہم ہوسکتا ہے، اور بنیادی کتابوں کے پڑھانے میں استاذ کو بھی کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔

اپیل۔

ذمہ داران مدارس سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں غور کریں اور موجودہ حالات کے تناظر میں مدارس کے موجودہ نصابِ تعلیم کا جائزہ لیں، کیوں کہ تعلیم کا مقصد ایسے افراد کی تیاری ہے، جو اپنے عہد میں اسلام کی حفاظت واشاعت کی خدمت انجام دے سکیں۔ اگر اس نقطۂ نظر سے نصاب میں کچھ مضامین بڑھائے اور کچھ گھٹائے جائیں، تو یہ عین اس مقصد ومزاج کے مطابق ہے جس کے لئے مدارس کا قیام عمل میں آیا ہے۔

اسی مقصد کی وجہ سے تو منطق وفلسفہ کو علماء نے داخل نصاب کیا تھا، یہ ایسے فنون نہیں ہیں جن کا اسلام سے براہ راست رابطہ ہو بلکہ ان کے بعض نظریات تو اسلامی نقطۂ نظر کے خلاف ہیں۔ اس کے باوجود ان علوم کو شریک نصاب رکھا گیا۔ کیوں کہ ایک زمانہ میں انہی علوم کے ذریعہ اسلام کے خلاف اعتراضات کئے جاتے تھے۔ آج کے دور میں ہندی انگریزی زبان اور بعض عصری مضامین کی ضرورت اس سے کہیں زیادہ ہے۔

حضرات گرامی۔ یہ سیمینار اسی مقصد کے لئے بلایا گیا ہے کہ ہم سب متحدہ

طور پر مدارس کے معیار تعلیم و تربیت کو بہتر بنائیں۔ اور ہم مسلک، جماعتوں، تنظیموں اور دوسرے فروعی اختلافات سے اوپر اٹھ کر اپنے نصاب تعلیم کو مرتب کریں تاکہ حفاظت دین کے ساتھ اشاعت دین کو عملی شکل دینے میں کامیاب ہوں۔

دعاؤں کا طالب
محمد سرور فاروقی ندوی
۳ فروری ۲۰۰۷ء
ندوۃ العلماء لکھنؤ

مراجع

	کتاب	مصنف
۱۔	آب حیات	(مولانا قاسم نانوتویؒ)
۲۔	سیرت النبی	(مولانا شبلی نعمانی)
۳۔	انیسوی صدی کے مسلم شکچھاؤں کا آدھنک بھارتی شکچھا میں یوگدان	(ڈاکٹر نشاط پروین)
۴۔	تعلیم و تربیت اولاد	(جناب مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ)
۵۔	اسلام مسلمان اور غیر مسلم	(علامہ یوسف القرضاوی)
۶۔	ثانوی مدارس میں تدریس	(نیلسن ایل لوسنگ)
۷۔	ہندی بھاشا اور لپی	(دھیریندر ورما)
۸۔	مسند احمد	(جلد۴)
۹۔	طبقات ابن سعد	(جلد۴)
۱۰۔	تاریخ التعلیم	(از سید محمود ص۔۷۹)
۱۱۔	تاریخ فرشتہ	(اُردو جلد اوّل)
۱۲۔	تعلیم ہندوستان کے مسلم عہد حکومت میں	(ایس، ایم، جعفر ص۹)
۱۳۔	گلستاں	(شیخ سعدی ص۹)
۱۴۔	آدھنک ہندی بیاکرن اور رچنا	(ڈاکٹر واسودیو نند پرساد)
۱۵۔	ہندی ساہتہ کوش	(جلد۲ ص۸۸۸)

مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کا تعارف

نام : محمد سرور فاروقی ندوی

ولدیت : جناب محمد حنیف فاروقی

نسب : محمد سرور فاروقی بن محمد حنیف فاروقی بن عبدالقیوم فاروقی بن محمود علی فاروقی بن رمضان علی فاروقی بن امام بخش فاروقی بن خیرات علی فاروقی بن نثار احمد بن محمد علی بن اطہر علی بن عبدالحفیظ بن جلال الدین بن محمد سلیمان بن علاء الدین بن محمد اسحاق بن نبی اللہ بن خواجہ باقر اللہ بن عبداللہ یمنی بن عبدالعزیز یمنی بن سالم بن عبد اللہ بن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

تاریخ ولادت: ۱/۷/۱۹۶۸ء

مقام ولادت: محمد پور گونتی فتح پور، اتر پردیش لکھنؤ، (الھند)

مکمل پتہ : 504/123 مکتبہ پیام اُمن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ، یو، پی (الھند)

موبائل نمبر : 09984490360

ای۔میل : jpalko@yahoo.com

ویب سائٹ : www.islamicjpamn.com

تعلیمی پس منظر

اعلیٰ دینی تعلیم	:	عالمیت، فضیلت و اِفتاء (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
اختصاص	:	قرآن و فقہ (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
اسلامی تدریبی کورس	:	جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ (سعودی عرب)
تجوید قرآن	:	روایت حفص (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
عالیہ تک کی عصری تعلیم	:	ہائی اسکول، انٹرمیڈیٹ (الٰہ آباد، یو، پی)
علیا تک کی عصری تعلیم	:	ایم، اے (لکھنؤ)
سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم	:	آچاریہ (بنارس)
اردو کی اعلیٰ تعلیم	:	کامل اور معلم (علی گڑھ)
کمپیوٹر کی اعلیٰ تعلیم	:	P.G کمپیوٹر پروگرامنگ (نیشنل کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ)

موجودہ ذمہ داریاں

صدر	:	جمعیت پیام امن (لکھنؤ)
صدر	:	مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مانو سیوا سمیتی، (لکھنؤ)
صدر	:	دارارقم تعلیمی سوسائٹی (الٰہ آباد)
ڈائرکٹر	:	مرکز التوحید الاسلامی (لکھنؤ)
ڈائرکٹر	:	ارقم ماڈل اسکول (لکھنؤ)
نائب ناظم وبانی	:	جامعہ دارارقم (فتحپور)
ناظم وبانی	:	مدرسہ عائشہ للبنات (فتحپور)
جنرل سکریٹری	:	آل انڈیا، جمعیت دار العمل (لکھنؤ)

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی ہندی تصانیف

نام	مصنف	زبان	قیمت
۱- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	(مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)	ہندی	۳۰۰
۲- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/16)	// // //	ہندی	۱۱۰
۳- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/32)	// // //	ہندی	۸۰
۴- قرآن کا پیغام (پارہ عمّ ترجمہ اور تشریح)	//	ہندی	۱۶۰
۵- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱ سے ۵ تک)	//	ہندی	۴۰۰
۶- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۵ سے ۱۰ تک)	//	ہندی	۴۰۰
۷- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱۰ سے ۱۸ تک)	//	ہندی	۴۰۰
۸- اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)	//	ہندی	۲۰۰
۹- جہاد، آتنک واد اور اسلام	//	ہندی	۱۲۰
۱۰- ہندی پترکارتا اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۸۰
۱۱- انتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟ (ہارڈ باؤنڈ)	//	ہندی	۹۰
۱۲- انتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟ (پیپر بیک)	//	ہندی	۸۰
۱۳- جنت کے حالات اور جنتی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۸۰
۱۴- کفر اور شرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۸۰
۱۵- رسول اللہ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	ہندی	۸۰
۱۶- حضرت محمد ﷺ کی پراماڑت جیونی	//	ہندی	۲۰۰
۱۷- اللہ کے ادھیکار اور بندوں کے ادھیکار (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		ہندی	۸۰
۱۸- حضرت محمد ﷺ کی باتیں (حصہ اوّل)	//	ہندی	۱۱۰

۱۹-	صحابہ کا اسلام اور اس کے بعد	//	ہندی	۶۰
۲۰-	اسلامی شاسن اور شاسک (ایتیہاسک درشٹی سے)	//	ہندی	۶۰
۲۱-	اذان کیا ہے؟	//	ہندی	۳۰
۲۲-	آؤ نماز کی اُور	//	ہندی	۴۰
۲۳-	روزہ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۴۰
۲۴-	حج اور عمرہ کا آسان طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۳۰
۲۵-	زکوٰۃ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۴۰
۲۶-	آپ کے سوالوں کا آسان حل (حصہ اول)	//	ہندی	۶۰
۲۷-	جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈے (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۴۰
۲۸-	اسلام کی بنیادی معلومات سوال وجواب کی روشنی میں	//	ہندی	۶۰
۲۹-	رسول اللہؐ کی سیرت سوال وجواب کی روشنی میں	//	ہندی	۴۰
۳۰-	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی	//	ہندی	۴۰
۳۱-	بیوی شوہر کی ذمہ داریاں (شریعت کی روشنی میں)	//	ہندی	۴۰
۳۲-	آدھونک ہندی ویاکرن اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۱۶۰
۳۳-	سورۂ فاتحہ کی تفسیر	//	ہندی	۳۰
۳۴-	توحید کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۴۰
۳۵-	پوِتر قرآن کا سندیش انسانی دنیا کے نام	//	ہندی	۳۰
۳۶-	اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے		ہندی	۶۰
۳۷-	غیر مسلموں کے ساتھ ویہوار (ایتیہاسک درشٹی سے)		ہندی	۶۰
۳۸-	میراث کی تقسیم (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۳۰
۳۹-	رسول اللہ ﷺ کی باتیں (اعمال حسنہ کی روشنی میں)	//	ہندی	۶۰
۴۰-	لا الہ الا اللہ کی گواہی	//	ہندی	۴۰
۴۱-	موبائل سے سمبندھت مسائل (شریعت کی روشنی میں)	//	ہندی	۲۰
۴۲-	اللہ کے پیارے نبیؐ ایک نظر میں	//	ہندی	۲۰
۴۳-	سرشٹی کا سرشٹا کون؟	//	ہندی	۳۰

۴۴-	پراکرتک نیم، ایش دوتوں کا دھرم اور پرلوک وِشواس	//	ہندی	۴۰
۴۵-	اسلامی وراثت ایک نظر میں	//	ہندی	۲۰
۴۶-	اسلام؟	//	ہندی	۱۰

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی اُردو تصانیف

۴۷-	آخری رسول، کہاں، کب اور کون	//	اردو	۱۴۰
۴۸-	حضرت محمد ﷺ اور جزیرۂ عرب	//	اردو	۱۵۰
۴۹-	غیر مسلموں سے تعلقات اور مذہبی آزادی	//	اردو	۴۰
۵۰-	اسلام میں جزیہ، خراج اور ذمیوں کے اختیارات	//	اردو	۴۰
۵۱-	قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ	//	اردو	۴۰
۵۲-	قرآن میں انسان کا مقام اور اس کا اعلیٰ مقصد	//	اردو	۴۰
۵۳-	اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت	//	اردو	۴۰
۵۴-	اسلامی قانون وراثت اور میراث کی تقسیم	//	اردو	۴۰
۵۵-	امت محمدیہ کی عزت کا معیار اور بنی اسرائیل	//	اردو	۴۰
۵۶-	کائنات کے عجائبات اور انسان کا اللہ سے تعلق	//	اردو	۴۰
۵۷-	غیر مسلموں سے دوستی یا دشمنی (اعتراضات کے تناظر میں)		اردو	۵۰
۵۸-	اسلام کے خلاف الزامات اور اس کی دعوت کا اثر		اردو	۵۰
۵۹-	اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق	//	اردو	۵۰
۶۰-	ہندو دھرم، ان کے فرقے تنظیمیں اور اداروں کا تعارف	//	اردو	۹۰
۶۱-	حضرت محمدؐ کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں	//	اردو	۴۰
۶۲-	بودھ دھرم اور اسلام	//	اردو	۴۰
۶۳-	کلمہ طیبہ کی حقیقت اور اُس کے تقاضے (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۸۰
۶۴-	غیر مسلموں میں طریقۂ دعوت اسلوب انبیاء کی روشنی میں	//	اردو	۷۰
۶۵-	کلمہ کے فضائل اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے دلائل	//	اردو	۷۰
۶۶-	قیامت تک کے فتنے (رسول ﷺ کی پیشن گوئی کی روشنی میں)	//	اردو	۷۰

۶۷۔ طلاق کا اسلامی طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۶۸۔ اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم (اور کمزور طبقے کی کفالت)		اردو	۵۰
۶۹۔ قرآن کے مطابق دولت کا استعمال		اردو	۷۰
۷۰- زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۷۱۔ رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت (مستند کتب سیرت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۷۲۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے انمول موتی (سوال وجواب کی روشنی میں)		اردو	۳۰
۷۳- رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	اردو	۸۰
۷۴- جنت کے حالات اور جنت کی نعمتوں کا ذکر	//	اردو	۸۰
۷۵- کفر وشرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۸۰
۷۶- کفر، شرک اور فسق کا ذکر اور صحابہ سے متعلق عقیدہ	//	اردو	۸۰
۷۷- قرآن کے مطابق دعوت اور اسلامی جہاد (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۶۰
۷۸- داڑھی کی اہمیت (شریعت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۷۹۔ مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ	//	اردو	۴۰
۸۰-روزہ، تراویح، صدقہ، اور اعتکاف کے احکام ومسائل	//	اردو	۴۰
۸۱- حج اور عمرہ کا مکمل طریقہ (شریعت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۸۲- مسافر اور سفر کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۸۳- کاغذی نوٹ اور بیع کی حقیقت	//	اردو	۴۰
۸۴- اسلامی کویز (سوال وجواب کی روشنی میں)	//	اردو	۵۰
۸۵- تفسیر کا بنیادی مأخذ اور مفسر کی خصوصیت	//	اردو	۳۰
۸۶- ہندوستان میں قرآن کے ترجمے وتفاسیر کا مختصر تعارف	//	اردو	۳۰
۸۷۔ اسلام میں تجارت کا طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۱۲۰
۸۸- اسلامی معاشیات کا تقابلی جائزہ	//	اردو	۳۰
۸۹- اسلام کا زرعی نظام (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۹۰- دولت کی پیدائش اور عطیات قدرت	//	اردو	۴۰
۹۱- مسلمانوں کے فرقے اور اُن کے عقائد	//	اردو	۸۰

۹۲- اسلام میں عورت کا مقام	//	اردو	۵۰
۹۳- تعدد ازدواج اور اسلام (مذاہب عالم کی روشنی میں)	//	اردو	۶۰
۹۴- حرام، حلال اور مباح چیزیں	//	اردو	۳۰
۹۵- حضرت محمد ﷺ کی صفات	//	اردو	۳۰
۹۶- جہنم کے حالات اور جہنمی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۶۰
۹۷- مستند مسنون دعائیں	//	اردو	۲۰
۹۸- اسلام کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر	//	اردو	۵۰
۹۹- قرآنی آیات اور اسلامی معاشرہ	//	اردو	۳۰
۱۰۰- اعمال حسنہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	اردو	۱۰۰
۱۰۱- آخرت کا عقیدہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	اردو	۵۰
۱۰۲- اخلاص کی فضیلت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	اردو	۵۰
۱۰۳- دعوت کی ذمہ داری (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	اردو	۵۰
۱۰۴- عیدین وقربانی کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		اردو	۹۰
۱۰۵- خاتم النبین (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۹۰
۱۰۶- جنات اور شیطان کا ذکر (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۸۰
۱۰۷-نبیوں کی سیرت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۱۰۰
۱۰۸- ایمانیات، عقائد اور نذر سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		اُردو	۶۰
۱۰۹- علم سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		اُردو	۴۰
۱۱۰- طہارت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		اُردو	۴۰
۱۱۱۔ حفاظت قرآن سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۴۰
۱۱۲۔ نماز وجماعت سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۶۰
۱۱۳- عیدین وجمعہ سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۵۰
۱۱۴۔ تراویح واعتکاف سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۵۰
۱۱۵۔ سفر اور صدقہ ٔفطر سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۶۰
۱۱۶۔ قربانی سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۶۰
۱۱۷۔ طلاق و عدّت اور نفقہ سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۸۰

۱۱۸۔ نکاح سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۶۰
۱۱۹۔ ہبہ وجہیز سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۴۰
۱۲۰۔ وقف سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۶۰
۱۲۱۔ مسجد سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۸۰
۱۲۲۔ تجارت کی مختلف قسموں سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۴۰
۱۲۳۔ وصیت ومیراث سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۴۰
۱۲۴۔ اذان واقامت سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۴۰
۱۲۵۔ تربیت، رضاعت وعقیقہ سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۶۰
۱۲۶۔ زکوٰۃ سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۶۰
۱۲۷۔ حج سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۴۰
۱۲۸۔ امامت سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۴۰
۱۲۹۔ قرأۃ سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۴۰
۱۳۰۔ سجدہ ٔتلاوت سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۴۰
۱۳۱۔ اسلامی پردہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	؍؍ ؍؍ ؍؍	ہندی	۸۰
۱۳۲۔ میراث سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		اُردو	۴۰

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی عربی تصانیف

۱۳۳۔ غزوہ حنین والطائف فی ضوء القرآن والسنة	؍؍	اردو	۱۲۰
۱۳۴۔ الہندوسیہ مبادؤھا عقائدوھا ومنظماتھا	؍؍	اردو	۱۴۰
۱۳۵۔ ذکر محمدٍ فی الوید	؍؍	عربی	۸۰
۱۳۶۔ صفاتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	؍؍	عربی	۸۰

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی انگریزی تصانیف

۱۳۷۔ محمد دی لاسٹ پرفٹ۔ انڈر داشیڈ آف وید	؍؍	انگریزی	۴۰
۱۳۸۔ محمد ﷺ اینڈ اسٹیٹس آف ورشپ	؍؍	انگریزی	۳۰

۱۳۹۔ بیسک ٹیچنگ آف اسلام	؍؍	انگریزی	۸۰
۱۴۰۔ دی سواڈ آف اسلام	؍؍	انگریزی	۴۰
۱۴۱۔ اذان، اے کالنگ فار ہیومینٹی	؍؍	انگریزی	۴۰
۱۴۲۔ اسلام؟	؍؍	انگریزی	۱۰

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی ترجمہ کی ہوئی کتابیں

۱۴۳- منتخب احادیث (مصنف: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ)	ہندی	۶۰
۱۴۴- قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (مصنف: امام حرم عبداللہ السبیل)		۴۰
۱۴۵- عقیدۃ الواسطیہ (مصنف: احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ)	ہندی	۶۰
۱۴۶- دار ارقم کا احسان انسانی دنیا پر (مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی)	ہندی	۳۰
۱۴۷- مانوتا آج بھی اسی چوکھٹ کی محتاج ہے (مصنف: مولانا محمد حسنیؒ)	ہندی	۳۰
۱۴۸۔ رمضان کا تحفہ (مصنف: مولانا محمد رابع حسنی ندوی)	ہندی	۲۰
۱۴۹- یکساں سول کوڈ اور مہیلاؤں کے ادھیکار (مصنف: مولانا محمد رابع حسنی ندوی)	ہندی	۲۰
۱۵۰- سلاسل اربعہ (مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی)	ہندی	۰۵
۱۵۱- مالک ومخلوق شریشٹھ کون؟ (وچارک: محمد مصطفیٰ قادری)	ہندی	۳۰
۱۵۲- یتیموں کی کفالت (مصنف: محمد عامر صدیقی ندوی)	ہندی	۳۰

زیر طباعت کتابیں

۱۵۳ سود سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۶۰
۱۵۴۔ کرائے داری سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۶۰
۱۵۵۔ کاروبار میں شرکت سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۵۰
۱۵۶۔ سنت ونوافل سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۴۰
۱۵۷۔ روزہ رؤیت ھلال سے متعلق مسائل	؍؍ ؍؍ ؍؍	اُردو	۵۰

۱۵۸۔ علم وعلماء سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۴۰
۱۵۹۔ تقلید واجتہاد کی شرعی حیثیت	// // //	اُردو	۵۰
۱۶۰۔ سجدہ سہو سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۴۰
۱۶۱۔ بدعت کی نہوست سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۴۰
۱۶۲۔ حیض ونفاس سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۴۰
۱۶۳۔ غیر مسلموں سے متعلق مسائل	// // //	اُردو	۶۰
۱۶۴۔ دوسو معاشرتی مسائل	// // //	اُردو	۶۰
۱۶۵۔ اسلام کے عدالتی فیصلے	(تاریخ وسنت کی روشنی میں)	ہندی	۶۰

کتابوں کے مطالعہ کی ترتیب

غیر مسلم،نومسلم، داعی و مسلم نوجوانوں کے لئے تحفہ

یوں تو ہماری کتابیں ہر شخص کے لئے مفید ہیں، لیکن الگ الگ صلاحیت والوں کے لئے ان کی صلاحیت کے مطابق ترتیب سے دی جائیں گی تو بہتر ہوگا جیسے کسی کی صلاحیت درجہ (۶) تک کی ہے، کسی کی صلاحیت ہائی اسکول یا انٹر یا (ایم اے) تک کی ہے۔

اس طرح تمام کتب کو چار قسم کے لوگوں میں تقسیم کی گئی ہیں۔ ایک وہ جو اسلام سے ناواقف ہیں (جیسے ہمارے غیر مسلم بھائی) دوسرے وہ جو کچھ اسلام کے بارے میں سمجھ کر فیصلہ کر چکے ہیں (یعنی نومسلم بھائی) تیسرے داعی حضرات جو اسلام کو تمام انسانوں تک پہچانا چاہتے ہیں۔ چوتھے نوجوان مسلم۔

ان تمام حضرات کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے مطالعہ کرنا مفید اور آسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

غیر مسلم بھائیوں کے لئے تحفہ

نام	زبان	قیمت
① سرشٹی کا شرشٹا کون؟	ہندی	۳۰
al- اسلام؟	//	۱۰
bl- پراکرتک نیم، اِیش دوتوں کا دھرم اور پرلوک وِشواس	//	۴۰
cl- لاالہ الااللہ کی گواہی	//	۴۰
dl- اذان کیا ہے؟	ہندی	۳۰

نام	زبان	قیمت
② انتم سندیشا کہاں کب اور کون؟ (ہارڈ باؤنڈ)	//	۱۲۰
۲a- اسلامی شاسن اور شاسک (ایتیہاسک درشٹی سے)	//	۶۰
۲b- کفر اور شرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۸۰
۲c- توحید کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰
③ جنت کے حالات اور جنتی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۸۰
۳a- جہنم کے حالات اور جہنمی	//	۵۰
۳b- غیر مسلموں کے ساتھ ویہوار (ایتیہاسک درشٹی سے)	//	۶۰
۳c- جہاد آتنک واد اور اسلام	//	۱۲۰
④ اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)	//	۲۰۰
⑤ قرآن کا پیغام (پارہ عمّ ترجمہ اور تشریح)	//	۱۶۰
⑥ قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	//	۳۰۰
⑦ تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱ سے ۵ تک)	//	۴۰۰
⑧ اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے	//	۴۰
⑨ رسول اللہ ؐ کا حلیہ مبارک اور آپ ؐ کی سنتیں	//	۸۰
⑩ پوتر قرآن کا سندیش انسانی دنیا کے نام	//	۳۰

نومسلم بھائیوں کے لئے تحفہ

نام	زبان	قیمت
۱۔ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی	ہندی	۵۰
۲۔ صحابہ کا اسلام اور اس کے بعد	//	۶۰
۳- آؤ نماز کی اُور	//	۴۰
۴- اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)	//	۲۰۰
۵- قرآن کا پیغام (پارہ عمّ ترجمہ اور تشریح)	//	۱۶۰

نام	زبان	قیمت
۶۔ کفر اور شرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۸۰
۷۔ توحید کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰
۸- رسول اللہ ؐ کا حلیہ مبارک اور آپ ؐ کی سنتیں	//	۸۰
۹- جنت کے حالات اور جنتی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۸۰
۱۰- جہنم کے حالات اور جہنمی	//	۶۰
۱۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی	//	۴۰
۱۲۔ رسول اللہ ﷺ کی باتیں (اعمال حسنہ کی روشنی میں)	//	۶۰
۱۳- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	//	۳۰۰
۱۴- تفسیر فاروقی (بھاگ۔۱) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱ سے ۵ تک)	//	۴۰۰
۱۵- تفسیر فاروقی (بھاگ۔۲) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۵ سے ۱۰ تک)	//	۴۰۰
۱۶- تفسیر فاروقی (بھاگ۔۳) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱۰ سے ۱۸ تک)	//	۴۰۰
۱۷- منتخب احادیث (مصنف: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ)	//	۶۰
۱۸- حضرت محمد ﷺ کی پر مارٹ جیونی	//	۲۰۰
۱۹- نبیوں کی سیرت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	اردو	۱۰۰
۲۰- حضرت محمد ﷺ کی نصیحتیں (حصہ اوّل)	//	۹۰
۲۱- جہاد، آتنک واد اور اسلام	ہندی	۱۱۰

انگلش جاننے والوں کے لئے تحفہ

نام	زبان	قیمت
۱۔ اسلام؟	انگلش	۱۰
۲۔ اذان، اے کالنگ فار ہیومینٹی	//	۲۰
۳۔ محمد دی لاسٹ پرفٹ۔ انڈر دی شیڈ آف وید	//	۴۰
۴۔ محمد ﷺ اینڈ اسٹیٹس اُوف ورشپ	انگلش	۳۰
۵۔ بیسک ٹیچنگ آف اسلام	//	۸۰

نام	زبان	قیمت
٦۔ دی سواڈ آف اسلام	//	۴۰

مسلم نوجوانوں کے لئے تحفہ

نام	زبان	قیمت
۱- اسلام؟	ہندی	۱۰
۲- آؤ نماز کی اُور	//	۴۰
۳- اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)	//	۲۰۰
۴-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی	//	۴۰
۵- رسول اللہؐ کی سیرت سوال وجواب کی روشنی میں	//	۳۰
٦۔ اسلامی کویز (سوال وجواب کی روشنی میں)	//	۵۰
۷- قرآن کا پیغام (پارہ عمّ ترجمہ اور تشریح)	//	۱٦۰
۸- جہاد، آتنک واد اور اسلام	//	۱۲۰
۹- روزہ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰
۱۰- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	//	۳۰۰
۱۱- تفسیر فاروقی (بھاگ۔۱)(قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر۱ سے۵ تک)	//	۴۰۰
۱۲- تفسیر فاروقی (بھاگ۔۲) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر۵ سے ۱۰ تک)	//	۴۰۰
۱۳- تفسیر فاروقی (بھاگ۔۳) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر۱۰ سے ۱۸ تک)	//	۴۰۰
۱۴- آپ کے سوالوں کا آسان حل (حصہ اول)	//	٦۰
۱۵- اسلام کی بنیادی معلومات سوال وجواب کی روشنی میں	//	٦۰
۱٦- اعمال حسنہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	اُردو	۱۰۰
۱۷- آخرت کا عقیدہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۵۰
۱۸- اخلاص کی فضیلت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۵۰
۱۹- عالم انسانیت کے رہبر (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	اُردو	۱۰۰
۲۰- نبیوں کی سیرت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۱۰۰
۲۱- آخری رسول کہاں، کب اور کون؟	//	۱۴۰

نام	زبان	قیمت
۲۲- جھاڑ، پھونک، جادو، ٹونا اور تعویز، گنڈے (شریعت کی روشنی میں)	ہندی	۴۰
۲۳- روزہ، تراویح، صدقہ اور اعتکاف کے احکام ومسائل	اُردو	۴۰
۲۴- مسافر اور سفر کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۳۰
۲۵- اسلام میں تجارت کا طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۱۲۰
۲٦- اسلام میں عورت کا مرتبہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۵۰
۲۷- دولت کی پیدائش اور عطیات قدرت	//	۴۰
۲۸- عیدین وقربانی کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۹۰
۲۹- اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم اور کمزور طبقے کی کفالت	//	۵۰
۳۰- قرآن کے مطابق دولت کا استعمال	//	۷۰
۳۱- داڑھی کی اہمیت (شریعت کی روشنی میں)	//	۴۰
۳۲-حج وعمرہ کا مکمل طریقہ (شریعت کی روشنی میں)	//	۴۰
۳۳-زکوٰۃ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰
۳۴- حج اور عمرہ کا آسان طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۳۰
۳۵- زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰
۳٦- میراث کی تقسیم	//	۳۰
۳۷- اسلامی وراثت ایک نظر میں	//	۲۰
۳۸- اسلامی قانون وراثت اور میراث کی تقسیم	//	۴۰
۳۹- کلمہ طیبہ کی حقیقت اور اس کے تقاضے	//	۸۰
۴۰- جنت کے حالات اور جنت کی نعمتوں کا ذکر (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	٦۰
۴۱- جہنم کے حالات اور جہنمی (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	٦۰
۴۲- طلاق کا اسلامی طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	اُردو	۴۰
۴۳- کاغذی نوٹ اور بیع کی حقیقت	//	۴۰
۴۴- ہندوستان میں قرآن کے ترجمے کی شروعات اور چند تفاسیر کا تعارف	//	۳۰
۴۵- اسلام کا زرعی نظام	//	۴۰

نام	زبان	قیمت
۴۶- حرام، حلال اور مباح چیزیں (شریعت کی روشنی میں)	//	۳۰
۴۷- قرآنی آیات اور اسلامی معاشرہ	//	۳۰
۴۸- جنات اور شیطان کا ذکر (قرآن و سنت کی روشنی میں)	//	۸۰

داعی حضرات کے لئے تحفہ

نام	زبان	قیمت
۱- اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت	اُردو	۴۰
۲- خالق کائنات اور ہمارا اُس سے تعلق	//	۴۰
۳- غیر مسلموں میں طریقہ دعوت اسلوب انبیاء کی روشنی میں	//	۸۰
۴- ہندو دھرم، فرقے، تنظیمیں اور اداروں کا تعارف	//	۹۰
۵- آخری رسول کہاں، کب اور کون؟	//	۱۴۰
۶- حضرت محمد ﷺ کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں	//	۴۰
۷- غیر مسلموں سے دوستی یا دشمنی (اعتراض کے تناظر میں)	//	۵۰
۸- اسلام کے خلاف الزامات اور اس کی دعوت کا اثر	//	۵۰
۹- قرآن میں انسان کا مقام اور اُس کا اعلیٰ مقصد	//	۴۰
۱۰- قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ	//	۴۰
۱۱- غیر مسلموں سے تعلقات اور مذہبی آزادی	//	۴۰
۱۲- حضرت محمد ﷺ اور جزیرہ عرب	//	۵۰
۱۳- قرآن کا پیغام (پارہ عم ترجمہ و تفسیر)	ہندی	۱۶۰
۱۴- اللہ کے ادھیکار اور بندوں کے ادھیکار (قرآن و حدیث کی روشنی میں)	//	۸۰
۱۵- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	//	۳۰۰
۱۶- تفسیر فاروقی (حصہ۔۱) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱ سے ۵ تک)	//	۴۰۰

نام	زبان	قیمت
۱۷- تفسیر فاروقی (حصہ۔۲) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۵ سے ۱۰ تک)	//	۴۰۰
۱۸- تفسیر فاروقی (حصہ۔۳) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱۰ سے ۱۸ تک)	//	۴۰۰
۱۹- امت محمدیہ کی عزت کا معیار	اُردو	۴۰
۲۰- اسلام میں جزیہ، خراج اور ذمیوں کے اختیارات	//	۴۰
۲۱- تعدد ازدواج اور اسلام (مذاہب عالم کی روشنی میں)	//	۶۰
۲۲- اسلام کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر	//	۵۰
۲۳- دعوت کی ذمہ داری (قرآن و حدیث کی روشنی میں)	//	۵۰
۲۴- مسلمانوں کے فرقے اور اُن کے عقائد	//	۸۰
۲۵- اسلامی معاشیات کا تقابلی جائزہ (تاریخ کے آئینہ میں)	//	۴۰
۲۶- بُدھ دھرم اور اسلام	ہندی	۴۰
۲۷- زبردستی اسلام قبول کروانے کی ممانعت (قرآن و سنت کی روشنی میں)	//	۶۰
۲۸- تفسیر کا بنیادی مأخذ	//	۴۰
۲۹- مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ	//	۴۰
۳۰- اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق	//	۵۰
۳۱- جہاد آتنکواد اور اسلام	ہندی	۱۲۰
۳۲- اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے	//	۶۰

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک
اور
آپ ﷺ کی سنتیں

اس میں رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کے کھانے پینے، سونے جاگنے، کپڑا پہننے، کنگھا کرنے، تیل لگانے ناخن کاٹنے، استنجاء کرنے، جوتا پہننے، انگوٹھی پہننے، مسجد اور گھر میں داخل ہونے، بازار جانے، گفتگو کرنے، وضو، غسل، اذان، نماز، دعاء، رمضان، عیدین، سفر، سلام، نکاح، میت اور اس سے متعلق سنتوں سے لے کر آپؐ کے اخلاق و عادات کا تفصیل سے ذکر ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی فتحپوری
(صدر جمعیت پیام امن لکھنؤ)

ناشر
مکتبہ پیام امن
ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ۔۲۰ (یو، پی)

اسلامی کوئز
سوال و جواب کی روشنی میں
بچّوں کے لئے اسلامی کورس

اسمیں اسلام کے عقائد، پاکی، ناپاکی، وضو، غسل، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وراثت قرآن، حدیث، اسلامی حکومت، سزائیں، عدالت، حقوق اور نبیوں و خلفاء راشدین سے متعلق معلومات سوال و جواب کی شکل میں دیا گیا ہے۔ جو بچّوں کا اسلامی ذھن بنانے کے لئے بہت ہی مفید ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
(صدر جمعیت پیام امن)

ناشر
مکتبہ پیام امن
ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنو۲۰ (یو، پی) الہند